بسم اللہ الرحمن الرحیم

تعلیم الایمان

ہم کیسے سمجھیں کہ اسلام ہی سچا دین ہے؟

مرتب

عبد اللہ صدیقی

(ریسرچ اسکالر آف ایمانیات، حیدرآباد)

زیر سرپرستی

مولانا مفتی محمد مصطفی مفتاحی

(چیرمین ایمانیات سنٹر حیدرآباد اے پی، انڈیا)

ناشر

عظیم بکڈپو، جامع مسجد، دیوبند۔ یوپی۔ پن کوڈ: 247554

Ph.No: 01336-223845, Mobile: 09319525634

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حق کتابت غیر محفوظ
(بغیر کسی تبدیلی کے چھپوانے کی کھلی اجازت ہے)

نام کتاب: ہم کیسے سمجھیں کہ اسلام ہی سچا دین ہے
مرتب: محمد عبداللہ صدیقی
زیر سرپرستی: مفتی محمد مصطفیٰ مفتاحی
کتابت: مولانا محمد کلیم الدین سلمان قاسمی (9949466508)
سن طباعت: ۲۰۰۹ء
تعداد اشاعت: ۵۰۰
قیمت:
ناشر: عظیم بکڈپو، دیوبند، یوپی۔247554

ملنے کا پتہ

AZEEM BOOK DEPOT
JAMA MASJID ISLAMIA BAZAR, DEOBAND U.P.
Ph.No: 01336-223845, Mobile: 09319525634
E.mail: AZEEMBOOKDEPOT@HOTMAIL

اس کتاب کو دوست احباب میں تحفہ دے کر
ان کے دلوں میں اسلام کی حقانیت کو مضبوط کیجئے۔

فہرست مضامین

عنوان	صفحہ	عنوان	صفحہ
ہم کیسے سمجھیں کہ اسلام ہی سچا دین ہے؟	4	ان چار باتوں کے تحت تمام مذاہب کا جائزہ	20
اسلام دین ہے مذہب نہیں	5	سوائے اسلام کے کسی مذہب نے انسان کو زندگی کا مقصد نہیں بتلایا	21
ہر مذہب والا اپنے مذہب ہی کو سچا سمجھتا ہے	5		
کس طرح سمجھا جائے کہ کونسا مذہب صحیح ہے	7	دوسرے مذاہب میں خدا کی پہچان کی صحیح نہیں ہے	22
سچائی ایک ہوتی ہے کئی نہیں	8		
مسلمانوں کی بگڑی ہوئی حالت بھی مذہب کی سچائی کو سمجھنے میں رکاوٹ ہے	10	دوسرے مذاہب میں آخرت کا تصور ہی صحیح نہیں ہے	24
دنیا میں ہر چیز کے ملنے کا ایک خاص ذریعہ ہے	10	بیان کردہ چار باتیں اسلام کے سوا کسی مذہب میں نہیں	31
سچائی چھپا کر رکھی گئی ہے، انسان کو حق پہچاننا ہوگا	14		
صحیح راستہ کی تلاش میں شیطان سے واقف ہونا ضروری ہے	15	سائنس کا علم رکھنے والے مذہب کو نہیں مانتے	23
		مذہب کی سچائی کو جانچنے کا دوسرا طریقہ	33
مذہب کی سچائی کو پہچاننے میں انسانی ہٹ دھرمی اور پروپیگنڈہ کا بھی بڑا دخل ہے	16	مذہب کی سچائی کو جانچنے کا تیسرا طریقہ	52
مذہب کی سچائی کو جانچنے کیلئے پہلے مذہب کی ضرورت کو سمجھنا ہوگا	16	جب تمام پیغمبر سچے ہیں تو صرف حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع کیوں ضروری ہے؟	53
انسان کو مذہب کی ضرورت کیوں ہے؟	17	نومسلمین کے خیالات اپنے چھوڑے ہوئے مذاہب کے بارے میں	58
مذہب کی ضرورت چار چیزوں کی وجہ سے ہے	17		
پہلی ضرورت	17	اسلام کی جتنی مخالفت ہوگی وہ اتنا ہی تیزی سے پھیلے گا	68
دوسری ضرورت	18		
تیسری ضرورت	19		
چوتھی ضرورت	19		

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ہم کیسے سمجھیں کہ اسلام ہی سچا دین ہے؟

اِنَّ الدِّيْنَ عِنْدَ اللّٰهِ الْاِسْلَام ۔

اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے ۔ (آل عمران:۱۹)

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ ایمان کا مزہ اس نے چکھ لیا جو اللہ سے اپنا رب ہونے پر، اسلام سے اپنا دین ہونے پر اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے اپنا رسول ہونے پر راضی ہوگیا۔ (مسلم)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں اپنے بندوں کو یہ تعلیم دی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک انسانوں اور جنوں کیلئے صرف ایک ہی نظام حیات اور ایک ہی طریقہ زندگی صحیح ہے اور وہ صرف ''دین اسلام'' ہے اس لئے دنیا میں قیامت تک آنے والے انسانوں کے لئے سچا دین صرف اسلام ہی ہے، اس کے علاوہ کوئی بھی راستہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک قابل قبول اور پسندیدہ نہیں، اس لئے انسانوں کو سچائی اور حق پر چلنا اور نجات و کامیابی حاصل کرنا ہو تو صرف اور صرف ایک ہی راستہ ہے جس کو ''دین اسلام'' کہتے ہیں اس کے علاوہ دوسرا کوئی راستہ صحیح نہیں ہے، حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر آخری نبی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک تمام انبیائے کرام علیہم الصلوٰۃ والسلام ایک ہی دین یعنی اسلام اپنی اپنی قوم کی زبانوں میں لیکر آئے تھے اور تمام نبیوں کا دین ایک ہی تھا اور سب نے ایک ہی دعوت دی، البتہ حالات کے اعتبار سے اطاعت و فرمانبرداری کے طریقوں میں تھوڑا تھوڑا فرق رہا، مگر بنیادی باتیں تمام نبیوں کے پیغام میں مشترک اور ایک ہی تھیں، توحید، رسالت اور آخرت پر ایمان کا مضمون سب کا مشترک پیغام تھا، اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ عام انسانوں کو عقلی اعتبار سے کیسے سمجھایا جائے کہ اسلام ہی ان کے زندگی گذارنے کا واحد راستہ اور مذہب ہے اس کے علاوہ کوئی دوسرا راستہ صحیح نہیں۔

اسلام دین ہے مذہب نہیں

یہ بھی یاد رکھیں کہ قرآن وحدیث میں اسلام کو دین کہا گیا ہے مذہب نہیں کیونکہ دین کا لغوی معنی ہے ''پیروی کرنا اور ماننا'' دین کے مفہوم میں کسی بالاتر ذات کی فرمانبرداری اور جوابدہی شامل ہے، مذہب کے لفظ میں نہیں کیونکہ مذہب کا معنی ہے ''راستہ'' اور راستے اللہ تعالیٰ کے بتائے ہوئے بھی ہوتے ہیں اور انسانوں کے بنائے ہوئے خودساختہ بھی ہوتے ہیں، اس طرح مذہب کا مفہوم عام ہے مگر دین کا مفہوم خاص ہے چونکہ موجودہ زمانہ میں مذہب کے لفظ کا عام طور پر دین کے مفہوم میں بھی استعمال ہونا عام ہوگیا ہے، چنانچہ فقہی مسلک کے مفہوم میں بھی استعمال ہوتا ہے اور دنیا کی دوسری قومیں مذہب سے مراد Religen ہی کو سمجھتی ہیں، دین کی اصطلاح سے وہ واقف نہیں، لفظ دین کو سمجھانے کیلئے دنیا کی دوسری زبانوں میں کوئی لفظ ہے بھی نہیں یا انگریزی کا لفظ Religen بھی اس کے مفہوم کو صحیح طور سے ادا نہیں کرپاتا اس لئے صرف سمجھانے اور عقل سے قریب ہوکر بات کرنے کیلئے ہم یہاں لفظ ''مذہب'' کا استعمال کریں گے ورنہ اسلام کے تعارف کے وقت ''دین'' ہی کا لفظ استعمال کیا جائے گا، دنیا کے تمام مذاہب میں سوائے اسلام کے کوئی دوسرا مذہب دین نہیں ہے۔

ہر مذہب کا ماننے والا اپنے مذہب ہی کو سچا سمجھتا ہے

اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَ نَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُ نَا ۔ (الاعراف:۷۰)

''کیا آپ ہمارے پاس اسلئے آئے ہیں کہ ہم صرف اللہ کی بندگی کریں اور
ان سب کو چھوڑ دیں جن کی بندگی ہمارے باپ دادا کرتے تھے''۔

تھوڑی دیر کے لئے اگر ہم قرآن مجید کی اس بات سے ہٹ کر غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ دنیا میں بہت سارے مذاہب ہیں، ان میں سے بعض بگڑے ہوئے، پچھلی آسمانی کتابوں والے مذاہب ہیں اور بعض انسانوں کے بنائے ہوئے مذاہب ہیں مگر تمام مذاہب کے ماننے والے اپنے اپنے مذہب ہی کو سچا، حق اور نجات وکامیابی کا راستہ سمجھتے اور اسی پر مطمئن ہوکر زندگی گذار رہے ہیں حالانکہ ان کے دل پوری طرح مطمئن نہیں ہوتے اور باوجودیکہ ان کے مذہب کی تعلیمات ان کو فطری اور عقلی اعتبار سے سمجھ میں نہیں آتیں اور وہ اندرون میں بے چینی بھی محسوس کرتے ہیں، ان کو

دلی سکون بھی نہیں ہوتا مگر پھر بھی وہ اپنے اپنے مذہب ہی سے چمٹے ہوئے ہیں اوراس کونجات کا راستہ سمجھتے ہیں اور بعض تو دوسروں کو بھی اپنا مذہب اختیار کرنے کی دعوت دیتے ہیں، حالانکہ وہ اپنے مذہب کی باتوں پر دوسروں کو مطمئن نہیں کر سکتے، باطل عقیدے پر غلط یقین کے ساتھ زندگی گذارتے ہیں،اس میں سب سے بڑی کوتاہی اور غفلت مسلمانوں کی ہے جن کے پاس حق اور سچائی ہونے کے باوجود وہ گمراہ لوگوں کو صحیح راستہ کی دعوت نہیں دیتے،اس کی نہ ان کو فکر ہے اور نہ تڑپ اور احساس۔

عام عیسائیوں کو یہ کہہ کر گمراہ کیا گیا ہے کہ دنیا میں انجیل پہلے آئی،اس لئے قرآن کریم میں انجیل کی بہت ساری باتوں کو نقل کر کے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو تیار کرلیا ہے حالانکہ ان کو سوچنا چاہئے کہ انجیل سے پہلے زبور آئی اور زبور سے پہلے تورات آئی اور تورات سے پہلے کئی صحیفے آئے تو کیا ان تمام کتابوں کی مشترکہ باتیں اور واقعات جو عبرت ونصیحت کیلئے اور اگلی قوموں کے سدھار کیلئے پیش کی گئی ہیں کیا ایک دوسرے کی نقل کردہ ہیں؟ یہ گمراہ خیال ہے، اسی طرح دین کی بنیادی باتیں سب میں مشترک ہیں، کیا وہ سب نقل کردہ ہیں؟ ان کو ذرا عقل سے کام لینا چاہئے۔

اسی طرح ان کا یہ خیال ہے کہ ان کی دعاؤں اور عبادتوں اور آیات کو پڑھ کر پھونکنے سے اپاہج معذور اور برسہا برس کے بیمار اچھے ہوجاتے ہیں، اس چمتکار کی وجہ سے ان کا مذہب سچا ہے، وہ یہ نہیں سوچتے کہ اگر ایسا ہونا سچائی کی دلیل ہے تو وہ دنیا کے تمام دواخانوں میں جا کر اپنے کیمپ لگائیں اور وہاں دعاء وعبادت کرتے بیٹھ جائیں، تبلیغ بھی اچھی ہوگی اور دنیا میں کوئی دواخانہ، ڈاکٹر اور دوا کی ضرورت بھی باقی نہیں رہے گی،کوئی مریض ہی نہیں نظر آئے گا، دنیا کو اللہ تعالیٰ نے امتحان کی جگہ بنایا ہے، دنیا کے تمام مذاہب میں روحانی علاج اور منتر پڑھنے کا دعویٰ کیا جاتا ہے، ارواح خبیثہ کو کنٹرول کرنے کا دعویٰ ہے، مسلمانوں میں بھی قرآن مجید کی تعلیمات سے ہٹ کر قبروں، جھنڈوں اور علموں اور تعزیوں، چھلوں سے بڑی بڑی کرامات ملنے کے دعوے ہیں اور اکثر مسلمان بھی خدا کو چھوڑ کر قبروں کے اطراف لپٹے رہتے ہیں، اسی طرح ہندوؤں کے پاس بھی ان کے پنڈت چمتکار دکھاتے ہیں، تو کیا ان تمام باتوں کو سچائی اور حق کہیں گے؟ اوراسی بنیاد پر ہر مذہب والا اپنے اپنے مذہب کو سچا کہے گا؟ عیسائی اور یہودی دنیا بھر کی خرابیاں اوراعمال رذیلہ رکھ کر اور کتابوں کو سرے سے پوری طرح تبدیل کر کے صرف ان کے ترجمے رکھ کر باطل عقیدے اور گمراہ خیالات پر جمے ہوئے ہیں، اپنی سچائی

پر کچھ بھی دلیل نہیں لا سکتے، اپنے عقیدوں کو نہ سمجھ سکتے اور نہ سمجھا سکتے ہیں، پھر بھی اپنے آپ کو حق پر سمجھنا کیا یہ عقلمندی ہے؟ اسی طرح ہنود گمراہ رسم ورواج اور بت پرستی اور مخلوق پرستی کرتے ہوئے یہ خیال رکھتے ہیں کہ دنیا میں ان کا مذہب سب سے قدیم ہے اس لئے اس کا قدیم ہونا ہی سچائی کی دلیل ہے حالانکہ غلط چیز اگر قدیم ہی کیوں نہ ہو وہ غلط ہی رہے گی، قدیم ہونا اس کی سچائی کی دلیل نہیں۔

پھر سوال پیدا ہوتا ہے کہ ایک عام انسان کسطرح سمجھے کہ کونسا مذہب صحیح ہے؟

وَ مَنۡ اَحۡسَنُ دِیۡنًا مِّمَّنۡ اَسۡلَمَ وَجۡهَهٗ لِلّٰهِ وَ هُوَ مُحۡسِنٌ وَّ اتَّبَعَ مِلَّةَ اِبۡرٰهِیۡمَ حَنِیۡفًا ۔ وَ اتَّخَذَ اللّٰهُ اِبۡرٰهِیۡمَ خَلِیۡلًا۔(النساء:۱۲۵)

(ترجمہ) اور اس سے اچھا کس کا دین ہوگا جو رخ اللہ کی طرف کرے اور وہ مخلص بھی ہو اور ملتِ ابراہیم کا اتباع کرے جس میں کجی کا نام نہ ہو، اللہ نے ابراہیم کو خالص دوست بنایا تھا۔

اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے جس کا مفہوم ہے کہ: ہر بچہ صحیح فطرت (دین اسلام) پر پیدا ہوتا ہے، اس کے ماں باپ اس کو یہودی، نصرانی یا مجوسی بنا لیتے ہیں۔ (بخاری)

ایسی صورت میں پھر یہ سوال باقی رہ جاتا ہے کہ ایک عام انسان کس طرح سمجھے کہ کونسا مذہب صحیح ہے؟ اور کس پر عمل کرنے اور زندگی گذارنے سے نجات حاصل ہو سکتی ہے؟ اس لئے ہمیں خود بھی اور دوسرے انسانوں کو بھی مذہب کی ضرورت اور مذہب کی سچائی کو جانچنے اور پہچاننے کا طریقہ سمجھنا اور سمجھانا ہوگا کہ ہم دنیا کے ان تمام مذاہب میں سے سچے دین کو کیسے پہچانیں اور مانیں؟ دوسرے مذاہب کے لوگوں کی طرح ہم بھی مسلمان گھرانوں میں پیدا ہو کر غیر شعوری طور پر اسلام کو روایتی، نسلی اور خاندانی، تقلیدی طور پر مان کر بے شعوری کے ساتھ اسلام کو سچا کہنے سے نہ خود ہم مطمئن ہوں گے اور نہ دوسروں کو مطمئن کر سکیں گے، ایسا ماننا اندھی تقلید کہلاتا ہے جس میں کوئی جان اور مضبوطی نہیں ہوگی اور ہم دوسری قوموں کو بھی اسلام کی حقانیت اور سچائی سمجھا نہ سکیں گے، اس لئے پوری تحقیق، سچائی اور حقیقت کو جان کر اسلام کی حقانیت اور سچائی کو سمجھا جائے اور دوسرے مذاہب کی بے روح اور غیر فطری تعلیمات اور بدعقیدگیوں کو سمجھ کر اسلام کی سچائی کو سمجھا جائے، مانا جائے اور اس کو اختیار کیا جائے اور اس کی دعوت دوسروں کو پوری طاقت کے ساتھ اور شعور کے ساتھ دی جائے، اس سے ہم بھی مضبوط رہیں گے، ہماری اولاد بھی مضبوط بنے گی اور جو اسلام میں داخل ہونے والے ہیں وہ بھی مضبوط رہیں گے۔

ہر زمانہ میں انسانوں کی گمراہی ایک ہی طرح تھی اور ہے

مذہب کی سچائی کو سمجھنے کے لئے اس بات کو خوب اچھی طرح ذہن نشین کرنا ہوگا کہ ہر زمانہ میں انسانوں کی گمراہی ایک ہی طرح کی تھی اور ہے یعنی یا تو انسان نے خدا کے نظر نہ آنے پر خدا کا انکار کیا یا پھر کائنات کی لامحدود لمبائی، چوڑائی اور اونچائی کو دیکھ کر اور کائنات کے کاموں کو دیکھ کر کئی کئی خداؤں کا تصور قائم کر لیا یا پھر اسباب سے نفع ونقصان دیکھ کر اسباب میں بھی خدائی طاقت تصور کر لیا اس طرح وہ اللہ تعالیٰ کے حقوق، اختیارات اور صفات میں شرک کرتا رہا اور کر رہا ہے، بزرگوں کو خدائی اوتار مان کر ان کی بھی پوجا اور پرستش کی، خالق کو مخلوق اور مخلوق کو خالق جیسا بنا دیا، خدا کے ساتھ اہل وعیال کا تصور قائم کیا اور پیغمبروں کا انکار کیا، دوبارہ زندہ ہو کر حساب دینے میں شک کیا یا آخرت کا انکار کر کے نیکی اور بدی کے تصور کو ذہن سے مٹا کر دنیا ہی کو سب کچھ سمجھا، حرام وحلال، جائز و ناجائز کے تصور کے بغیر جنگلی زندگی گذارا اور گذار رہا ہے، زنا، شراب، چوری، قتل وخون، دھوکہ، بے ایمانی کو جائز سمجھ کر زمین کو اعمال رذیلہ سے ناپاک کر دیا اور معاشرہ میں بداعمالیاں پھیلا دیں، ایسی صورت میں جو مذہب ان چیزوں کی صحیح تعلیم دیتا رہا اور ان کی صحیح رہنمائی کی اور کر رہا ہے وہی صحیح اور سچا مذہب مانا جائے گا، اور جن کے پاس ان باتوں کی خالص رہنمائی نہ ہوگی اور وہ انسانوں کو زندگی گذارنے کا صحیح طریقہ نہ بتلاتے ہوں گے وہ غلط اور باطل مذاہب ہوں گے، مذہب کی ضرورت انسان کو کیوں ہے؟ اس لئے کہ وہ اس کے ذریعہ دنیا کی زندگی کو صحیح طریقہ سے گذار کر مرنے کے بعد والی زندگی میں کامیابی حاصل کرے، جو مذہب اس کی صحیح تعلیم دیتا ہے وہی سچا اور صحیح مذہب ہوگا۔

سچائی صرف ایک ہوتی ہے کئی نہیں

O اکثر مذاہب کے لوگ دنیا میں جب مختلف مذاہب کے ماننے والوں کو دیکھتے ہیں تو وہ یا تو سب مذاہب کو صحیح سمجھتے اور کہتے ہیں کہ سب لوگ خدا ہی کو مانتے اور اسی کی پرستش الگ الگ طریقوں پر کرتے ہیں اسلئے سب مذاہب صحیح ہیں، وہ سب کا احترام کرتے اور وقت پڑنے پر تمام مذاہب کی عبادت گاہوں کو جاتے اور اپنی ضرورت وحاجات میں مختلف مذاہب کے لوگوں کی طرف رجوع ہو کر مختلف رسموں کو بھی اختیار کر کے ہر جگہ سے ملنے کا عقیدہ واعتقاد رکھتے ہیں اور ہر مذہب والوں سے

دعا کرنے کی درخواست کرتے ہیں۔بعض غیر مسلم تو اپنے بچوں کو مسجدوں کے سامنے لیکر کھڑے رہتے ہیں تاکہ نماز پڑھنے والے ان پر قرآن پڑھ کر پھونکیں۔

O کچھ لوگ مذہب کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے اس لئے مذہب کا انکار کرکے وہ دہریئے بن جاتے ہیں، ایسے لوگ گرچہ اپنا نام کسی ایک مذہب کے ماننے والوں میں رکھتے ہیں مگر وہ خدا کو نہیں مانتے، مذہب ان کے نزدیک ایک دقیانوسی عقیدہ ہوتا ہے اور خدا کا تصور ایک غلط تصور ہوتا ہے۔

O کچھ لوگ شک میں مبتلا ہوتے ہوئے کہتے ہیں کہ ہمارے مذہب میں فلاں فلاں چیزیں سمجھ میں نہیں آتیں اور فلاں فلاں باتیں ہماری عقل وفہم کے خلاف ہیں، مگر چونکہ ہمارے بڑے اور مذہبی لوگوں نے ان تمام چیزوں کو کیا ہے اور کرنے کا حکم دیا ہے اور پشتہا پشت سے یہ تمام چیزیں لوگ کرتے چلے آرہے ہیں اسلئے صحیح ہوں گی، ہمارے بڑے بزرگ لوگ غلط تو نہیں ہوسکتے اسلئے ہم بھی کررہے ہیں۔

O کچھ لوگوں نے آسمانی مذاہب کو تو مانا مگر رفتہ رفتہ ان کی تعلیمات، اصول اور ضابطوں میں اپنے دل اور خواہشات سے تبدیلیاں کرکے اس میں کمی اور زیادتی کرڈالی، اس طرح بدعات و خرافات ایجاد کرلئے اور مذہب کی اصل روح کو ختم کرکے شرک، بدعات اور خرافات کو ہی دین بنالیا اور اپنے علماء کو رب کا درجہ دیدیا اور ان کی بتائی ہوئی باتوں ہی کو مذہب کا نام دے کر زندگی کا صحیح راستہ سمجھ لیا، حالانکہ وہ گمراہی اور جہنم کا راستہ ہے، اس طرح مذہب کی اصل شکل کو بگاڑ کر کچھ سے کچھ کردیا، باطل خیالات، باطل عقیدہ کو سچا جانتے اور اسی کی تبلیغ ساری دنیا میں کرتے پھرتے ہیں۔

O مسلمانوں میں بھی بہت سارے لوگوں نے کتاب وسنت کی تعلیم کے خلاف اپنی خواہشات اور گمراہ مرشدوں کی ترغیبات پر بہت ساری بدعات خرافات کو اختیار کرلیا جن کا اسلام سے کوئی تعلق اور واسطہ ہی نہیں، چنانچہ ایسے لوگ ایمان تو قرآن مجید پر رکھتے ہیں اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو اپنا پیغمبر مانتے ہیں، نماز، روزہ، زکوۃ، حج بھی ادا کرتے ہیں مگر ان کے عقیدہ وعمل میں شرک وبدعات بھری ہوتی ہیں، وہ کتاب وسنت کے خلاف سماج اور سوسائٹی کی جاہلانہ رسم ورواج کو اختیار کرکے کئی کئی فرقوں میں بٹ گئے ہیں، وہ کتاب اور پیغمبر کو تو مانتے ہیں مگر عمل وعقیدہ سماجی ومعاشرتی اصول پر بنالئے ہیں، ایسے لوگوں کا ایمان تو قرآن پر ہوتا ہے مگر ان کا دین اور زندگی گذرانے کا راستہ سماج اور سوسائٹی کا ہوتا ہے، قرآن وسنت کے خلاف کوئی جھنڈا، کوئی علم، کوئی تعزیہ، کوئی درگاہوں اور بھٹکے ہوئے انسانوں پر گمراہ عقائد رکھ کر اسلام کا نام لیتے ہیں حالانکہ اسلامی تعلیمات میں ان چیزوں کی

کوئی اہمیت ہی نہیں اور نہ ان کا تعلق اسلام سے ہے، مشرکوں کے سامنے توحید کا مظاہرہ کرنے کے بجائے شرکیہ اعمال کا مظاہرہ کرتے ہیں۔

مسلمانوں کی بگڑی ہوئی مذہبی حالت بھی مذہب کی سچائی کو سمجھنے میں رکاوٹ بنی ہوئی ہے

وَمَا يُؤْمِنُ اَكْثَرُهُمْ بِاللّٰهِ اِلَّا وَهُمْ مُّشْرِكُوْنَ۔ اللہ کو ماننے والے اکثر شرک کرتے ہیں۔ (یوسف:۱۰۶

دنیا کی دوسری قوموں کو مذہب کی سچائی کے سمجھنے میں دشواری کا ایک بہت بڑا سبب خود مسلمان بھی ہیں، اسلام اور دوسرے مذاہب کی مثال اندھیرے اور اجالے جیسی ہے، زندہ اور مردہ جیسی ہے، جس طرح اندھیرے اور اجالے میں فرق ہوتا ہے اسی طرح اسلام اور غیر اسلام میں فرق ہے مگر خود مسلمان اسلام کی سچائی کو ثابت کرنے میں بہت بڑی رکاوٹ بنے ہوئے ہیں، باوجودیکہ وہ اللہ کو مانتے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو مانتے اور قرآن وحدیث کو مانتے مگر قرآن ہی کی تعلیمات کے خلاف بہت سے گمراہ عقیدے پیدا کر لئے ہیں اور کئی فرقوں میں بٹے ہوئے ہیں، انکی معاشرت اور معمولات، عقائد اور اخلاقیات کی زندگی قرآن کی چلتی پھرتی مثال نہیں ہے، اور وہ مسلمان ہوتے ہوئے غیر مسلموں کی تہذیب وتمدن کو پسند کر کے اپنی شناخت گم کر چکے ہیں اور اپنے اسلاف کی توحید پرست زندگی کو چھوڑ کر توحید اور شرک کی ملی جلی زندگی دوسری قوموں کے ساتھ گذار رہے ہیں، وہ اپنے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں کی اتباع کے بجائے یہود ونصاریٰ کے طرز پر زندگی کو پسند کرتے ہیں، نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج کرتے ہوئے بھی ان کے پاس خالص توحید نہیں اور وہ اللہ کی بندگی سے زیادہ شیطان کی اور نفس کی بندگی میں مبتلا ہیں اس لئے دوسری قوموں اور مسلمانوں میں فرق نظر نہیں آتا اور مسلمان قرآن کی چلتی پھرتی مثال نظر نہیں آتے جس کی وجہ سے دوسری قوموں کو اپنے مذہب کے خلاف اسلام کی حقانیت سمجھ میں نہیں آرہی ہے، موجودہ زمانہ میں اسلام جو کچھ بھی پھیل رہا ہے وہ خود اپنی طاقت سے پھیل رہا ہے اس میں مسلمانوں کا کوئی خاص اثر نہیں۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہر چیز کے ملنے کا ایک خاص ذریعہ اور واسطہ بنایا

یاد رکھئے کہ سچائی صرف ایک ہوتی ہے، ایک سے زائد نہیں ہوتی، کسی سوال کا ایک ہی جواب

صحیح ہوتا ہے، دس دس جوابات صحیح نہیں ہوتے، اللہ تعالیٰ نے دنیا میں ہر چیز کو دینے کا ضابطہ، اصول اور ذریعہ ایک ہی رکھا ہے، مثلاً شروع دنیا سے پانی ابر ہی سے برستا ہے، دن کی روشنی و گرمی اور رات کی ٹھنڈک سورج اور چاند ستاروں ہی سے ملتی ہے، دن رات ہمیشہ سورج اور چاند کی گردش ہی سے بنتے ہیں، پھل پھلاری اناج درختوں اور پودوں ہی سے حاصل کئے جا سکتے ہیں اور درخت، پودے زمین پر لگائے جاتے ہیں، گوشت، انڈے، دودھ جانوروں ہی سے ملتے ہیں اور بچے ماں کے پیٹ یا انڈوں ہی سے پیدا ہوتے ہیں، اسی طرح زندگی گذارنے کا صحیح راستہ انسانوں کو اللہ تعالیٰ نے وحی الٰہی کے ذریعہ ہی دیا ہے، ایسا کبھی نہیں ہوا کہ انسانوں کو دودھ، انڈے اور گوشت درختوں اور پودوں سے بھی ملے ہوں، یا پانی درختوں، چاند، سورج اور ستاروں سے برسا ہو یا پھل پھلاری جانورں سے بھی ملے ہوں، ایسا کبھی نہیں ہوا، اللہ نے ایسا اصول اور ضابطہ بنایا ہی نہیں، اسی طرح کبھی کسی نے املی اور نیم کے درختوں سے سیب، انار اور کیلا حاصل نہیں کیا اور نہ ان کو حاصل کرنے کا ضابطہ اور اصول اور قانون ہی تبدیل ہوا، ہر زمانہ میں جو چیز جہاں سے ملنا ہے وہیں سے حاصل کی گئی اور کی جارہی ہے بالکل اسی طرح انسان نے اپنی ہدایت کا سامان اور زندگی گذارنے کا راستہ ہمیشہ آسمانی مذہب یعنی وحی الٰہی سے ہی حاصل کیا اور وحی الٰہی سے ہٹ کر جب بھی دوسری جگہوں سے زندگی گذارنے کا راستہ تلاش کیا اس کو صحیح راستہ مل بھی نہ سکا اور وہ گمراہ بھی ہو گیا۔

جب شروع زمانہ سے انسانوں سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ دنیا کی اس زندگی میں شرک اور کفر سے بچیں اور توحید پر قائم رہیں اور اخلاق رذیلہ کو چھوڑ کر اخلاق حسنہ اختیار کریں اور قیامت تک یہی مطالبہ رہے گا، اسی پر انسان کی کامیابی و ناکامی کا دارومدار ہے تو جب ہر زمانہ میں توحید ایک ہی رہی تو زندگی گذارنے اور حق پر چلنے کے راستے اور طریقے الگ الگ کیسے بن گئے؟ ہر زمانہ میں اللہ تعالیٰ نے انسانوں کو زندگی گذارنے کا اصول، کلیات اور بنیادیں ایک ہی رکھیں اور ہر زمانہ میں انسانوں کے لئے حق پر چلنے والا راستہ بھی ایک ہی رکھا اور قیامت تک ایک ہی راستہ رہے گا، تو پھر دس دس راستے اور دس دس مذاہب کیسے صحیح ہو سکتے ہیں؟ چنانچہ ہر زمانہ میں انسانوں کی زندگی کا راستہ ایک ہی رہا ہے اور وہ ایک راستہ صرف ''دین اسلام'' یعنی خالص اللہ تعالیٰ ہی کی بندگی و غلامی تھی اور اللہ تعالیٰ نے اسی بندگی و غلامی کو سمجھانے اور اسی راستہ کی دعوت دینے کے لئے ہر زمانہ اور ہر قوم میں پیغمبروں کو

بھیجا اور تمام پیغمبر ایک ہی دین لائے اور ایک ہی دین کی دعوت دیتے رہے، کوئی نئی دعوت نہیں دی اور نہ کوئی نیا دین لائے، ہر ایک کی دعوت یہ تھی:

يَا قَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۔ اے میری قوم! صرف اللہ ہی کی عبادت و غلامی کرو اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔

پچھلے زمانوں میں انسان کے پاس اتنی سائنسی ترقی نہیں تھی جو اللہ تعالیٰ نے موجودہ زمانہ میں دی ہے، انسان زمین کے جن جن خطّوں میں رہتا تھا وہ ایک دوسرے بہت دور آباد تھے اور ان تک پہنچنے اور رابطہ قائم کرنے میں مہینوں لگ جاتے تھے، نہ تیز رفتار سواریاں تھیں اور نہ ریڈیو، ٹی وی، ٹیلیفون سسٹم تھا اور نہ ٹیپ ریکارڈر اور وی سی آر تھا، انسانی آبادیاں ایک دوسرے سے کٹی ہوئی تھیں سائنسی آلات بھی اتنے نہیں تھے جتنے آج ہیں، موجودہ زمامہ میں طباعت اور تقاریر کو محفوظ کرنے کا زبردست سسٹم ہے اور ایک ہی منٹ میں تمام دنیا کے علاقوں تک کسی بھی پیغام کو بھیجا جا سکتا ہے اس لئے ہر علاقہ میں اس زمانہ کے حالات کے تحت الگ الگ پیغمبر آئے مگر ان کی دعوت ایک ہی تھی، وہ کوئی الگ الگ دین لیکر نہیں آئے تھے، سب کا دین ایک ہی تھا اور سب نے ایک ہی راستہ کی دعوت دی، پیغمبروں کے چلے جانے کے بعد ان کی قوموں نے دین کی باتوں کو بگاڑ کر اس میں تحریف کر کے عقائد و اعمال کی خرابیاں پیدا کر لی تھیں اس لئے ان تعلیمات کو سدھارنے اور صحیح عقائد اور صحیح اعمال کی تعلیم دینے کے لئے بار بار پیغمبر آتے تھے اور وہ پیغمبر بھی گذرے ہوئے پیغمبر ہی کی تعلیمات کی دعوت دیتے، کوئی نیا مذہب اور نیا دین لیکر نہیں آتے تھے، البتہ اطاعت و فرمانبرداری و غلامی کے طریقوں میں اس ملک اور خطّوں کے لحاظ سے احکام و قانون میں کچھ تبدیلیاں ہوتیں جن کو نئے رسول کتاب کی شکل میں لاتے مگر ہر ایک کے پاس بنیادی طور پر دین کی باتیں ایک ہی تھیں، اس کو اس مثال سے اچھی طرح سمجھا جا سکتا ہے، موجودہ دور میں ذرا غور کیجئے کہ قرآن مجید محفوظ ہے اور صحیح حالت میں موجود ہے، اس میں کسی قسم کی تبدیلی نہیں کی گئی، جیسا نازل ہوا تھا ویسا ہی موجود ہے اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشادات آج تک صحیح موجود ہیں، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی محفوظ ہے، صحابہ کرامؓ نے اللہ تعالیٰ کی بندگی اور غلامی کس طرح کی وہ تمام چیزیں موجود ہونے کے باوجود مسلمانوں نے قرآن اور سنت سے ہٹ کر بہت سی باتیں ایجاد

کرلیں، جن کا مذہب سے کوئی تعلق نہیں اور کئی فرقوں میں بٹ گئے اور وہ ان باتوں کو اسلام کی نسبت دیکر کرتے رہتے ہیں، صحابہؓ کی زندگیوں میں نہ قبر پرستی تھی نہ علم تھا نہ تعزیہ تھا اور نہ جھنڈا تھا مگر قرآن وحدیث کے محفوظ رہنے کے باوجود ان کو ماننے والے اپنی بندگی اور غلامی کے طریقے الگ الگ بنالئے ہیں مگر چونکہ قرآن و حدیث محفوظ ہیں، صحیح حالت میں موجود ہیں اس لئے وہ تمام طریقے جو بعد میں بنالئے گئے ہیں، باطل ثابت ہوتے ہیں، آج دنیا کے مختلف ملکوں میں الگ الگ پیغمبروں کو ماننے والے لوگ ہیں تو ان کو سوچنا اور سمجھنا چاہئے کہ سب کی تعلیم ایک ہی تھی اور سب کا دین ایک ہی تھا الگ الگ نہیں تھا مگر مختلف پیغمبروں کے ماننے والے ان ہی کے نام سے الگ الگ مذہب بنالئے ہیں جو صحیح نہیں ہیں، اگر پچھلے زمانوں میں بھی ٹیپ ریکاڈر، ٹی وی، ویڈیو گرافی اور طباعت وتقاریر محفوظ کرنے کا طریقہ ایسا ہوتا جیسا آج ہے تو لوگوں کو حق اور سچائی آسانی سے معلوم ہوجاتی کہ ان کے پیغمبروں نے کس کی طرف بلایا اور کس کی عبادت وغلامی کی، اس لئے شروع دنیا سے انسان کیلئے مذہب یعنی حق پر زندگی گذارنے کا صحیح راستہ صرف ایک ہی رہا اور ایک ہی ہے اور ایک ہی رہے گا، دس دس مذاہب اور راستے صحیح نہیں ہوں گے اس ایک سچے راستہ سے ہٹ کر دوسرے تمام راستے یا تو غلط ہوں گے یا بے بنیاد ہوں گے۔

سچا اور صحیح راستہ تو صرف حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کا لایا ہوا دین اسلام ہی ہے جو پوری طرح محفوظ حالت میں ہے، جو خالص اللہ تعالیٰ ہی کی بندگی اور غلامی سمجھا تا ہے اور اللہ تعالیٰ ہی سے بندوں کو جوڑتا ہے، شروع دنیا سے انسانوں سے یہ مطالبہ ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ کو بغیر شرک کے مانیں اور اسی کی بندگی اور غلامی کریں، یہی وجہ ہے کہ ہر زمانہ میں ان ہی دو چیزوں کی دعوت مختلف طریقوں سے مسلسل دی جاتی رہی، جب شروع دنیا سے پانی، غلہ، اناج، دن رات، بننے کا ضابطہ اور اصول ایک ہی ہے تو پھر انسانی ہدایت ورہنمائی اور زندگی گذارنے کے ضابطے اور اصول وحی الٰہی سے ہٹ کر الگ الگ کیسے بن گئے؟ آخر انسان انسان کے لئے زندگی کا ضابطہ اور قانون کیسے بنا سکتا ہے؟ اور اپنی عقل سے اللہ کی بندگی وغلامی کا طریقہ کیسے تجویز کرسکتا ہے؟ جبکہ انسان میں بے ایمانی، ناانصافی، تعصب، قوم پرستی، وطن پرستی، کم عقلی، بیوقوفی، کم علمی، ڈر وخوف، مجبوریاں جیسی تمام منفی صفات موجود ہیں اور وہ مجبور محتاج ہے، وہ کیسے انسان کو مرنے کے بعد والی زندگی کی رہبری اپنی عقل

وفہم سے کر سکتا ہے؟ اور کیسے کامیاب زندگی کی رہنمائی کر سکتا ہے؟

اسی طرح وہ آسمانی مذاہب جو بگڑی ہوئی شکل میں آج ہیں منسوخ ہو چکے ہیں اور آج ان کی تعلیم میں شرک اور کفر بھرا ہوا ہے، اور ان میں زندگی کا کوئی صحیح قانون اور ضابطہ ہی موجود نہیں، اس لئے کہ اللہ کے بہت سارے احکام تحریف کر دئے گئے ہیں، مثلاً یہودیوں نے رجم کے قانون کو ہٹا کر ہلکی سزائیں یا جرمانہ یا منہ کو کالا کرنا اختیار کر لیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ تو وہ مذاہب اب انسانوں کے لئے ہدایت و رہنمائی کا راستہ کیسے بن سکتے ہیں؟ اس لئے یہ کہنا صحیح نہیں کہ زندگی گذارنے کے مختلف راستے جو الگ الگ ہیں یا بگاڑ کے ساتھ ہیں یا وحی سے ہٹ کر ہیں سب صحیح ہیں، وحی الٰہی سے ہٹ کر ہر وہ راستہ اور طریقہ غلط اور گمراہ کن ہے جسے انسانوں نے بنایا ہے، چاہے وہ غیر مسلموں نے بنایا ہو یا مسلمانوں نے بنالیا ہو، اب قیامت تک صحیح اور سچا ایک ہی راستہ ''دین واسلام'' کا ہے جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر آخری وحی کی شکل میں نازل ہوا، وہی ہے جسے قرآن مجید کی شکل میں انسانوں کو اختیار کرنا لازمی اور ضروری ہے اس کے بغیر نجات نہیں مل سکتی۔

حق اور سچائی کو چھپا کر رکھا گیا، انسان کو حق پہچاننا ہوگا

يُؤْمِنُوْنَ بِالْغَيْبِ ۔ غیب پر ایمان رکھتے ہیں

دنیا امتحان گاہ ہونے کی وجہ سے حق اور سچائی کو باطل اور گمراہی کے ساتھ ملا کر رکھا گیا تا کہ انسان اپنی عقل وفہم سے پیغمبر کی رہنمائی میں حق کو پہچانے اور مانے اور اسی پر زندگی گذارے، دنیا کو امتحان گاہ بنا کر دو راستے رکھے گئے ہیں، ایک جنت والا راستہ، دوسرا جہنم والا راستہ یعنی ایک صحیح راستہ دوسرا غلط راستہ، دونوں راستے صاف صاف الگ الگ ہیں، اب انسان پر یہ امتحان ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو جو عقل وفہم کا قیمتی جوہر عطا فرمایا ہے اس کی مدد سے وہ پیغمبر اور شیطان کے راستوں کو پہچانے اور صحیح راستہ پر لگ جائے اور حق پر چلتے ہوئے اللہ کی بندگی وغلامی کر کے جنت میں چلا جائے ، انسان اپنے اس قیمتی جوہر کی بدولت تھوڑی سی محنت سے حق کی روشنی کو پہچان سکتا اور مان سکتا ہے، اس کا ضمیر بھی اس کو ہر قدم پر سچائی کی یاد دلاتا ہے، پیغمبر کی تعلیمات بھی اس کو سچائی کی دعوت دیتی اور اس کے ضمیر کو پکارتی ہیں اس لئے انسان کو حق و باطل کو پہچاننا بہت آسان ہے، اب انسان کا کام ہے

کہ وہ ان ملے جلے راستوں میں اپنی عقل وفہم کا صحیح استعمال کرے اور عصبیت، ہٹ دھرمی اور باپ دادا کی اندھی تقلید کو چھوڑ کر صحیح راستہ کو پہچانے اور مانے، ایسا نہیں کہ تمام راستے صحیح ہیں اور ایسا بھی نہیں کہ تمام راستے جنت کی طرف لیجاتے ہیں۔

صحیح راستہ کی تلاش میں شیطان سے پوری طرح واقف ہونا بھی ضروری ہے

انسان جب دنیا میں آیا تو حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں صرف حق ہی کا راستہ روشن تھا، سب لوگ ایک ہی راستہ پر زندگی گذارتے تھے، شیطان جو انسان کا سب سے بڑا دشمن ہے اور اللہ تعالیٰ سے اجازت حاصل کر کے آیا ہے وہ چاہتا ہے کہ آدم کی ساری اولاد جہنم میں چلی جائے، اس نے انسانوں کو بھٹکانے کے لے حق کے مقابلہ باطل راستے ایجاد کردئے اور انسانوں کو دھوکے میں مبتلا کر کے انسانوں کی عقل وفہم اور نگاہوں میں حق کو باطل اور باطل کو حق دکھلا کر گمراہی پر جمادیا اور انسان نے سچائی کو گمراہی اور گمراہی کو سچائی سمجھ کر زندگی گذارنے کے کئی راستے بنالئے، شیطان یہ چاہتا ہے کہ انسان جنت والے راستہ پر نہ جائے بلکہ سیدھے اور صحیح راستہ سے ہٹ کر غلط راستوں میں بھٹکتا رہے اور اللہ سے دور رہے اور جنت میں جانے کے بجائے دوزخ میں چلا جائے۔

> حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا: ”میں نے اپنے بندوں کو خالص توحید پر پیدا کیا تھا، پس شیطان آئے اور انہیں ان کے دین سے بھٹکالے گئے اور ان پر وہ چیزیں حرام کردیں جو میں نے ان کیلئے حلال کی تھیں“۔

اس لئے تمام راستوں میں سے حقیقت میں اللہ سے جوڑنے والا اور اس کی رضا دلانے والا اور جنت میں لے جانے والا کونسا سچا اور صحیح راستہ ہے؟ اس کو پہچاننا اور ماننا ہوگا تب ہی انسان کی نجات اور کامیابی ہے، اسی لئے اسلام نے انسانوں کو یہ تعلیم بھی دی کہ وہ اللہ تعالیٰ سے حق کو حق کی شکل میں دکھانے اور باطل کو باطل کی شکل میں دکھانے کی دعاء مانگتے رہیں، اور انسانوں کو سچوں کی صحبت میں رہنے کی بھی تعلیم دی تا کہ وہ شیطان کی ترغیبات پر گمراہ نہ ہوں اور شیطان کے راستوں پر بھٹکنے نہ پائیں مگر انسان کی گمراہی کا یہ حال ہے کہ وہ اپنے دشمن ہی کے بنائے ہوئے سینکڑوں گمراہ اور غلط راستوں پر بھٹک رہا ہے اور سمجھ رہا ہے کہ وہ حق پر ہے، جنت کے راستہ پر ہے، چاہے وہ راستہ اس کی سمجھ میں آئے یا نہ آئے، اس کی فطرت اس کو مانے یا نہ مانے، پھر بھی وہ اندھی تقلید کے طور پر اسی

راستہ کو پکڑ کر زندگی گذار رہا ہے اور گھاٹے اور خسارے کا سودا کیا ہوا ہے۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ نے اعلان کر دیا کہ تمام راستوں میں اسلام ہی سیدھا اور صحیح راستہ ہے جو اللہ تعالیٰ تک پہنچاتا ہے اور اس کی رضا دلا کر جنت تک لے جاتا ہے، اس کے علاوہ باقی تمام راستے غلط ہیں، خدا تک نہیں لے جاتے بلکہ انسان کو گمراہ کر کے دوزخ میں لے جاتے ہیں۔

مذہب کی سچائی کو پہچاننے میں انسانی ہٹ دھرمی اور پروپگنڈے کا بھی بڑا دخل ہے

وَ مَنْ يَّتَّبِعْ غَيْرَ الْاِسْلَامِ دِيْناً فَلَنْ يُّقْبَلَ مِنْهُ ۔ وَهُوَ فِى الْاٰخِرَةِ مِنَ الْخَاسِرِيْنَ۔ ترجمہ: یعنی جس نے اسلام کے سواء کوئی اور دین اختیار کرنا چاہا تو وہ ہرگز قبول نہ ہوگا اور وہ آدمی آخرت میں بڑے گھاٹے اور نقصان والوں میں ہوگا۔ (ال عمران: ۸۵)

دنیا میں باطل عقیدے والے جب اپنے مذہب کا دفاع نہیں کر سکتے اور دیکھتے ہیں کہ اسلام غیر مسلموں کو آسانی سے سمجھ میں آ رہا ہے تو وہ اسلام کے خلاف اور مسلمانوں کے خلاف غلط اور گمراہ قسم کی باتیں لوگوں میں عام کر کے لوگوں کو اسلام کی تعلیمات سمجھنے سے دور رکھنا چاہتے ہیں تاکہ لوگ اسلام کے تعلق سے غلط خیالات اپنے ذہن میں رکھیں اور اسلامی تعلیمات کو نہ پڑھیں، چنانچہ ہر دور میں اسلام کے خلاف مختلف قسم کی گمراہ اور غلط باتیں پیش کی گئیں اور مسلمانوں میں انتشار پیدا کر کے ان کو دہشت گرد، لڑاکو، بے رحم، دقیانوسی، عورتوں پر ظلم کرنے والے، بنیاد پرست، بتلانے کی کوشش کی گئی، مغربی ممالک میں باقاعدہ اسلام کے خلاف گمراہ پروپیگنڈہ کر کے لوگوں کے دلوں میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زہر بھرا جا رہا ہے، دنیا میں بہت سے ایسے بھی انسان ہیں جن کو اسلام آسانی سے سمجھ میں آ جاتا ہے اور وہ اپنے مذہب کے مقابلہ میں اسلام کو سچا جانتے بھی ہیں مگر تعصب، ہٹ دھرمی، باپ دادا کی اندھی تقلید، اپنی چودھراہٹ کی خاطر اسلام کی مخالفت پر ڈٹے رہتے ہیں حالانکہ ان کا ضمیر اندر سے اسلام کی سچائی کو مانتا ہے، وہ خاندان، معاشرہ اور سوسائٹی کے دباؤ میں رہتے اور اسلام کی مخالفت کرتے ہیں۔

مذہب کی سچائی کو جانچنے کیلئے پہلے مذہب کی ضرورت واہمیت کو سمجھنا ہوگا

مذہب کی سچائی کو جانچنے کے لئے سب سے پہلے مذہب کی ضرورت اہمیت کو سمجھنا ہوگا تب ہی

مذہب کی سچائی سمجھ میں آسکتی ہے اس لئے سب سے پہلے یہ سوال پیدا ہوتا ہے:

انسان کو مذہب کی ضرورت کیوں ہے؟

انسان زندگی بھر مذہب کا محتاج ہے اور مذہب کے بغیر وہ صحیح زندگی نہیں گذار سکتا اور صحیح زندگی کا راستہ اس کو صحیح آسمانی مذہب ہی سے حاصل ہوسکتا ہے، انسانی تاریخ یہ بتلاتی ہے کہ ہر زمانہ میں انسان نے اپنے آپ کو مذہب کے نام سے صحیح یا غلط راستہ سے جوڑے رکھا اور مذہب ہی کے ذریعہ زندگی گذارتا ہے اس لئے سب سے پہلے مذہب کی ضرورت انسان کو کیوں ہے؟ اس کو وہ سمجھے تب ہی وہ دنیا کے تمام مذاہب میں سچے اور صحیح مذہب کو پہچان سکتا اور مان کر اس پر زندگی گذار سکتا ہے اور صحیح راستہ ہی پر چلنے میں اس کی کامیابی کا دارومدار ہے۔

انسان کو مذہب کی ضرورت حسب ذیل چار چیزوں کی وجہ سے ہے

پہلی ضرورت: دنیا میں جب انسان شعور کی منزل میں آتا ہے تو فطرۃً اس کے ذہن و دماغ میں یہ سوالات پیدا ہوتے ہیں:

کائنات کی اکثر چیزوں میں وہ جب کسی نہ کسی کو مالک پاتا ہے اور جب اس کو اس کائنات کا مالک نظر نہیں آتا تو وہ سوچتا ہے کہ کیا یہ کائنات خود بخود بن رہی ہے اور چل رہی ہے؟ اگر نہیں تو پھر اس کا بنانے والا اور چلانے والا کون ہے؟ وہ کیسا ہے؟ اس کی صفات کیا ہیں؟ اس کائنات کو چلانے والا اکیلا ہے یا کئی ہیں؟ کیا اس کا نظام چلانے والے الگ الگ ہیں یا ایک ہی کے ہاتھ میں سارا نظام چل رہا ہے؟ اس کائنات پر حقیقی حکومت اور کنٹرول کس کا ہے؟ ایک ہے یا اس کے کئی کنٹرول کرنے والے ہیں؟ کائنات کی تمام چیزیں کس کے لئے پیدا کی گئی ہیں؟ ان میں نفع ونقصان کی طاقت ذاتی ہے یا کسی کی عطا کی ہوئی یہ تمام چیزیں کس کی فرمانبرداری کررہی ہیں؟ کائنات کو بنانے کا مقصد کیا ہے؟ کائنات کے بنانے والے کی مرضی کیا ہے؟ وہ کن چیزوں سے خوش ہوتا ہے اور کن چیزوں سے ناراض ہوتا ہے؟ اس کی مرضیات کو معلوم کرنے کا راستہ کیا ہے؟ کچھ لوگ خدا کو ایک مانتے ہیں، کچھ لوگ خدا کو نہیں مانتے اور کچھ لوگ کئی کئی خدا مانتے ہیں، آخر کونسی بات صحیح ہے؟ ہم کیسے سمجھیں کہ خدا ہے اور وہ اکیلا ہے؟ کائنات میں انسان کا مقام اور مرتبہ کیا ہے؟ اور انسان کی زندگی کا مقصد کیا ہے؟ انسان کہاں سے آرہا ہے؟ کیوں آیا

ہے اور دنیا کی زندگی ختم ہونے کے بعد کہاں جارہا ہے؟ وہ موت کے ذریعہ کہاں غائب ہورہا ہے؟ دنیا میں کچھ لوگ اچھے کام کررہے ہیں اور کچھ لوگ برے کام کررہے ہیں، کیا یہ دونوں برابر ہیں؟ کیا نیکی اور بدی الگ الگ ہیں یا ایک جیسی ہیں؟ کیا ایسے لوگوں کا کچھ انجام ہے یا یوں ہی پیدا ہوجانا، عیش کرنا اور مٹی میں مل جانا ہے؟ کیا نیکی کا کچھ انعام اور برائی کی کچھ سزا بھی ہے یا نہیں؟

یہ تمام سوالات ایسے ہیں جن کے جوابات انسانوں کو نہ ان کی عقل سے مل سکتے ہیں اور نہ دنیوی علوم، کالج اور یونیورسٹی سے اور نہ سائنس ان سوالات کے جوابات دے سکتی ہے، ان تمام سوالات کے جوابات صرف اور صرف آسمانی مذہب ہی سے مل سکتے ہیں اور آسمانی مذہب نہ ہوتو انسان ان سوالات کے جوابات نہیں پاسکتا، وہ مذاہب جو انسانوں کے بنائے ہوئے ہیں انہوں نے ان سوالات پر انسانوں کو گمراہ کردیا ہے اور جو پچھلی آسمانی کتابوں کے مذاہب ہیں ان میں تبدیلی کر کے ان سوالات کے جوابات کو خدا اور پیغمبروں کی تعلیمات کے خلاف بنادیا گیا ہے اور ان کی روح نکالدی گئی ہے اسی لئے ان سوالات کا صحیح جواب حاصل کرنے کے لئے انسانوں کی صحیح آسمانی مذہب کی سخت ضرورت ہے جس کے بغیر وہ اپنی زندگی صحیح نہیں گذار سکتے۔

دوسری ضرورت: دنیا نیکی اور بدی کا گھر ہے یہاں انسان کو نیکی اور بدی کی طاقت دی گئی، ایسے ماحول میں صحیح مقصد پر زندگی گذارنے اور برائی کی طاقت رکھتے ہوئے نیکی کرنے اور حرام، ناپاک، ناجائز چیزوں سے بچ کر حلال، پاکیزہ اور جائز چیزوں کو اختیار کرنے کے لئے ایک زبردست طاقت وقوت چاہئے اس کے علاوہ اللہ تعالیٰ نے اس دنیا کو کچھ اس طرح بنایا ہے کہ انسانوں پر مختلف حالات آتے رہتے ہیں اور وہ خوشی، غم، تندرستی، بیماری، کامیابی وناکامی، نفع ونقصان خوشحالی وتنگدستی، دوستی ودشمنی، پریشانی، جنگ وامن اور موت وحیات جیسے حالات سے گذرتا رہتا ہے ان تمام حالات میں بھی انسانوں کو اعتدال پر قائم رہنے اور مقصد زندگی کے تحت زندگی گذارنے کیلئے زبردست طاقت وقوت چاہئے اور ان دونوں چیزوں کے لئے وہ طاقت وقوت انسان کو صحیح فکر، صحیح عقیدہ سے حاصل ہوتی ہے جس کے ذریعہ وہ خوف، امید، محبت اور جواب دہی کا احساس رکھتے ہوئے اپنے آپ کو اعتدال میں رکھتا اور زندگی پر قابو پاسکتا ہے اور اسی مضبوط اور صحیح عقیدہ کے ذریعہ اپنے نفس کو اپنے پر غلبہ حاصل کرنے نہیں دیتا اور اسی سہارے کے بل بوتے اپنے آپ کو ناامیدی

اور مایوسی سے بچا کر ہمت وحوصلہ اور امید کے ساتھ اپنی زندگی کے کاروبار انجام دے سکتا ہے۔

انسان کو صحیح فکر، صحیح عقیدہ اور مضبوط سہارا صرف خالص ایمان ہی سے مل سکتا ہے، ایمان ہی انسان پر حکومت کرتا اور اپنی گرفت قائم کر کے ہر قدم پر مضبوط سہارا بنتا اور ہمت وحوصلے بلند رکھتا ہے اور انسانوں کو مخلوقات کی غلامی سے کاٹ کر مالک کی بندگی میں لگاتا ہے، اور خالص ایمان صرف آسمانی مذہب سے ہی حاصل ہوسکتا ہے، اگر آسمانی مذہب نہ ہوتو انسان کو ایمان کی دولت نصیب نہیں ہوسکتی اسی لئے انسان کو مذہب کی ضرورت ہے۔

تیسری ضرورت:......انسان کے پاس دو چیزیں ہیں ایک جسم اور دوسری روح، جس طرح جسم مادی ضرورتیں رکھتا ہے اسی طرح روح روحانی ضرورتیں رکھتی ہے، جسم کی مادی ضرورتیں پوری کرنے کے لئے انسان کے اطراف ہوا، پانی، غذائیں، پھل پھلاری، دوائیں اور دوسرے سامان زندگی سب کچھ پھیلا ہوا ہے اور زمین سے نکلنے والی بہت سی چیزیں اس کے جسمانی تقاضوں کو پورا کرتی ہیں لیکن روح کی ضرورتیں ان چیزوں سے پوری نہیں ہوتیں جب کہ روح کے تقاضوں کو بھی پورا کرنے کا انتظام کیا جانا ضروری ہے۔

روحانی تقاضے پورا کرنے کا طریقہ نہ انسان کی عقل بتلاسکتی ہے اور نہ دنیا کا کوئی قانون، روح کے تقاضے صرف آسمانی مذہب ہی سمجھا سکتا ہے، مذہب نہ ہوتو روحانی تقاضے پورے نہیں کئے جاسکتے، اسی لئے انسان کو مذہب کی سخت ضرورت ہے، اگر دنیا میں صرف جسمانی تقاضوں کو پورا کرنے کا انتظام ہوتا اور روحانیت کی تربیت کا کوئی انتظام نہ ہوتا تو انسان کی زندگی ناکارہ اور نامکمل رہتی، اس کا جسم تو تندرست وتوانا ہوتا لیکن روح مردہ اور بیمار ہوجاتی، اس لئے آسمانی مذہب کے ذریعہ اس کی روح کی تربیت وپرورش کا باقاعدہ انتظام کیا گیا ہے۔

چوتھی ضرورت: انسان اور جنات کے علاوہ کائنات کی تمام مخلوقات بغیر کسی بیرونی تربیت ورہنمائی کے اپنی اپنی زندگی کے اصول اور ضابطے جانتی اور اپنی اپنی ذمہ داریاں ادا کرتی ہیں، یعنی ہر مخلوق کو اس کی اپنی تہذیب وتمدن اور زندگی کے اصول وآداب معلوم ہیں اور وہ اپنی اپنی جنس کا مکمل فرد ہوتی ہیں۔

انسان اور جن کا معاملہ دوسری مخلوقات سے الگ ہے انہیں صرف طبعی اور جبلی علم نہیں چاہئے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے انہیں صاحب اختیار بنایا ہے اختیار کو صحیح طور سے استعمال کرنے کے لئے

ضروری ہے کہ ایک فطری ضابطۂ حیات اور قانون دیا جائے تاکہ وہ اسی ضابطۂ حیات اور قانون کے تحت انفرادی و اجتماعی زندگی سکون کے ساتھ گذار سکیں اور اپنے اپنے حقوق و ذمہ داریاں ادا کر سکیں، انہیں باقاعدہ صحیح وغلط راستہ کی تعلیم دی جائے، حرام وحلال کی کھلے طور پر تعلیم دی جائے اور جائز و ناجائز کو کھلے طور پر بتلا دیا جائے اور نیک اور برے اعمال سمجھا دئے جائیں یہ کام صرف عقل سے نہیں لیا جا سکتا اور نہ صرف عقل انسان کو کوئی صحیح ضابطہ اور قانون زندگی بنا کر دے سکتی ہے، تاریخ گواہ ہے اور موجودہ زمانہ میں لوگوں کے حالات اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ جب بھی انسانوں نے محض اپنی عقل کی مدد سے زندگی کے لئے کوئی ضابطہ اور قانون بنایا تو وہ گمراہی اور پریشانی کا شکار ہو گئے، ان کی زندگی اور معاشرہ میں شر ہی شر پیدا ہوا، خود ان کی زندگی بھی اور ان کے اطراف کے دوسرے لوگوں کی زندگی بھی فساد کے حوالے ہو گئی۔

اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ انسان کو زندگی کا صحیح ضابطہ اور مفید قانون صرف آسمانی مذہب ہی دے سکتا ہے، مذہب ہی کے ذریعہ اس کو زندگی گذارنے کے فطری اصول و آداب، سماجی اور تمدنی ضابطے اور علم وفن کے ترقیاتی قوانین مل سکتے ہیں، اگر آسمانی مذہب نہ ہوتا تو انسان کو فطری ضابطے اور قوانین مل ہی نہیں پاتے، اس تشریح سے یہ بات کھلے طور پر معلوم ہوئی کہ انسان کو مذہب کی ضرورت چار وجوہات کی وجہ سے ہے۔

(۱) خالق اور مخلوقات کا صحیح تعارف حاصل کر کے بامقصد زندگی گذارنے کے لئے۔

(۲) زندگی کے مختلف حالات اعتدل میں گذارنے کیلئے، مضبوط سہارا اور پختہ عقیدہ چاہئے۔

(۳) جسم کے ساتھ ساتھ روح کی تربیت کا طریقہ معلوم کرنے کے لئے۔

(۴) زندگی کا مکمل ضابطہ اور قانون حیات معلوم کرنے کے لئے۔

ان چار باتوں کے تحت تمام مذاہب کا جائزہ لیا جائے

اب ہم ان چار چیزوں کو سامنے رکھ کر دنیا کے تمام مذاہب کا جائزہ لیں گے اور معلوم کریں گے کہ ان چار چیزوں کی رہنمائی کس مذہب میں کتنی ہے اور وہ ان چار چیزوں پر کس حد تک انسانوں کی رہنمائی کر رہے ہیں؟ وہ مذہب یقیناً بے معنی ہے جو انسان کو ان چار چیزوں کی رہنمائی نہیں کرتا یا

غلط رہنمائی کرتا یا نامکمل رہنمائی کرتا ہے، جس مذہب میں ان چار باتوں کی رہنمائی صحیح اور مکمل نہیں اسے آسمانی مذہب کہنا درست نہیں، وہ نہ انسانی زندگی کے لئے صحیح راستہ ہے اور نہ کامیابی کا راستہ ہے اور نہ خدا تک لے جانے والا راستہ ہے، وہ انسانی دماغ، اس کی ہوس اور خواہش کا بنایا ہوا مذہب ہوگا آسمانی مذہب نہیں، بس آسمانی اور سچے مذہب کی پہچان یہ ہے کہ اس میں یہ چار چیزیں مکمل حالت میں موجود ہوں، یاد رکھئے کہ مذہب کا اصل کام انسان کو دنیا میں گمراہی سے بچا کر صحیح راستہ کی تعلیم دینا اور من چاہی زندگی سے ہٹا کر رب چاہی زندگی گذارنے کے قابل بنانا اور مرنے کے بعد جنت والی زندگی حاصل کرنے کے قابل بنانا ہے، جو مذہب یہ کام نہیں کرتا وہ مذہب نہیں ہے۔

پہلی ضرورت: خالق اور مخلوق کا صحیح تعارف ہو اور انسان و جن کو زندگی کا مقصد معلوم ہو
اسلام کے سوا دنیا میں کسی مذہب نے انسان کو زندگی کے مقصد کی تعلیم نہیں دی

وَمَا خَلَقْتُ الْجِنَّ وَ الْاِنْسَ اِلَّا لِيَعْبُدُ وْنَ ۔ (الذاریات:۵۶)

میں نے جن اور انسان کو (اپنی پہچان کے ساتھ) عبادت وغلامی کے لئے پیدا کیا۔

دوسرے مذاہب انسان کو مقصد زندگی بتلائے بغیر زندگی گذارنا سکھاتے ہیں، چنانچہ زندگی کا مقصد نامعلوم ہونے کی وجہ سے دوسرے مذاہب کے لوگ کبھی بھی مقصد زندگی کے تحت زندگی ہی نہیں گذرا سکتے اور نہ اپنے آپ کو صحیح رخ پر ڈال سکتے ہیں، چنانچہ وہ نہ اللہ تعالیٰ کی پہچان حاصل کرنے کی فکر رکھتے ہیں اور نہ خالص اللہ کو مانتے ہیں بس باپ دادا کی اندھی تقلید کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کو صحیح اور غلط ملے جلے طریقوں سے مان کر اپنی خواہش یا گمراہ لوگوں کے بتلائے ہوئے طریقوں کے مطابق زندگی گذارتے ہیں، اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو انسانوں کو زندگی کا مقصد یہ بتلاتا ہے کہ ''وہ بغیر دیکھے اللہ کو پہچان کر اسی کی عبادت و بندگی کریں'' چنانچہ وہ قرآن مجید کے ذریعہ اللہ تعالیٰ کی پہچان کروانے کے لئے بار بار مختلف صفات کو بیان کر کے اللہ تعالیٰ کا صحیح تعارف کرواتا ہے اور انسانوں کو چوبیس گھنٹے والی زندگی کو عبادت اور غلامی میں ادا کرنے کا طریقہ سمجھاتا ہے، دنیا کے دوسرے مذاہب کے ماننے والے اپنے مذہب کا خلاصہ ایک دو جملوں میں بیان ہی نہیں کر سکتے اور نہ ان کے پاس ان کے مذہب کا خلاصہ بیان کرنے کے لئے کچھ الفاظ ہی ہیں، مگر مسلمان اسلام کا خلاصہ صرف ایک جملہ

میں بیان کرسکتا ہے کہ ''انسانوں کی زندگی کا مقصد یہ ہے کہ وہ اللہ کو بغیر دیکھے پہچان کر اسی کی عبادت و غلامی کریں''۔ اسلام نے ایمان والوں کی زندگی کو مقصد زندگی پر چلانے اور اللہ تعالیٰ کی عبادت و غلامی سے آراستہ کرنے کے لئے دن رات میں کئی طریقے اور اعمال اختیار کروا کر ان کو مقصد زندگی یعنی اللہ کی عبدیت و غلامی کی مشق بھی کرواتا رہتا ہے، اس طرح کا نظام بھی کسی دوسرے مذہب میں نہیں اس لئے اسلام ہی سچا دین ہے اس کے علاوہ کوئی اور راستہ صحیح نہیں۔

دوسرے مذاہب میں خدا کی پہچان ہی صحیح نہیں ہے

لَوْكَانَ فِيْهِمَا اٰلِهَةٌ اِلَّا اللّٰهُ لَفَسَدَتَا فَسُبْحَانَ اللّٰهِ رَبِّ الْعَرْشِ عَمَّا يَصِفُوْنَ۔

اگر آسمان وزمین میں اللہ تعالیٰ کے سوا اور بھی معبود ہوتے تو کائنات کا نظام درہم برہم ہوجاتا، بس اللہ جو عرش کا مالک ہے ان تمام (مشرکانہ) باتوں سے پاک ہے جو وہ اس کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ (انبیاء:۲۲)

اسی طرح سورۂ مومنون آیت: ۹۱ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے:

''اللہ تعالیٰ نے نہ کوئی بیٹا بنایا ہے اور نہ اس کے ساتھ کوئی دوسرا الٰہ ہے اگر ایسا ہوتا تو ہر الٰہ اپنی مخلوق کو لے کر الگ ہوجاتا اور ہر ایک دوسرے کے خلاف صف آراء ہوتا''۔

اسلام کے سوا دوسرے تمام مذاہب کے پاس خدا کا صحیح تعارف اور پہچان ہی نہیں، یا تو وہ خدا کو اپنے جیسا انسان بنا کر اس کی شکل وصورت بناڈالے یا پھر خدا میں مختلف عیب اور نقص لگاڈالے یا خدا کی صفات کو مخلوقات میں بھی مان کر خدا اور مخلوق کو ایک کرڈالا اور خدا اور مخلوق کا فرق باقی نہیں رکھا، چنانچہ عیسائی اور یہودی خدا کو تو مانتے ہیں مگر شرک کے ساتھ مانتے ہیں، یہود حضرت عزیر کو خدا کا بیٹا بناڈالے اور خدا کو دنیوی بادشاہوں کی طرح غیظ وغضب والا بنا کر کشتی لڑنے والا اور غصہ اور جلال میں انسانی بستیوں کو تباہ وتاراج کرنے والا ظاہر کیا، وہ نام تو خدا کا لیتے مگر خدا کا خالص تعارف نہیں کرواسکتے، وہ خدا کے تعلق سے غلط اور گمراہ تصورات رکھتے ہیں۔

عیسائی بھی خدا کو مانتے ہیں مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا بیٹا بناڈالے، اور خدا کو تین حصوں میں بانٹ دیا، خدا کی جگہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام میں خدائی مانتے ہوئے لوگوں کو خدا کے بجائے حضرت عیسیٰؑ سے جوڑ دیا اور حضرت عیسیٰؑ کی عبادت کروانے لگے، ان کے پاس اللہ کا تعارف کم حضرت عیسیٰؑ کا تعارف زیادہ ہوگیا، اور وہ لوگوں کو توحید کے ساتھ شرک کو ملا کر تعلیم دیتے ہیں، ان

سے ہٹ کر جو مذاہب شرک کی بنیاد پر ہیں وہ خدا کے ساتھ ساتھ انسانوں کو بھی خدا جیسا بنا ڈالے اور ہزاروں مخلوقات کو خدا کے ساتھ شریک کر کے چھوٹے چھوٹے خدا بنا ڈالے، اور خدا کو اپنے جیسا اہل و عیال والا، موج مستی کرنے والا، خواہشات نفسانی رکھنے والا بنا کر عیب و نقص لگا دئے، کہیں خدا کو اوتار کی شکل دے کر انسان بنا ڈالا اور کہیں ہر چیز میں خدا کا وجود مان کر ہر چیز کو خدا بنا ڈالا۔

بہت سے لوگ کم علمی اور اور گمراہی کی وجہ سے سمجھتے ہیں کہ چونکہ تمام مذاہب خدا کو ہی مانتے اور اس کی عبادت کی تعلیم دیتے ہیں، خالق کائنات کو کوئی کسی نام سے پکارتا ہے تو کوئی کسی اور نام سے، الفاظ اور طریقۂ اطاعت کا فرق ہے، مقصد سب کا ایک ہے، نیز سارے مذاہب اخلاقیات کی جو تعلیم دیتے ہیں وہ ایک ہی ہے، مثلاً چوری نہ کرنا، شراب نہ پینا، جوانہ کھیلنا، قتل و خون نہ کرنا، جھوٹ نہ بولنا، ظلم نہ کرنا وغیرہ، اس لئے وہ سمجھتے ہیں کہ تمام مذاہب سچے اور صحیح ہیں۔

لیکن یہ باتیں بالکل غلط ہیں، صحیح علم نہ ہونے کی وجہ سے لوگ ایسی باتیں کہتے ہیں، مذاہب دو طرح کے ہیں: کچھ مذاہب آسمانی ہیں اور کچھ مذاہب آسمانی نہیں ہیں بلکہ لوگوں نے گھڑ لئے ہیں، جو مذاہب آسمانی نہیں ہیں ان کو ماننا حماقت ہے کیونکہ ان کو خدا نے نہیں بھیجا، اور جو مذاہب آسمانی ہیں ان میں سے اسلام کے سوا باقی تمام مذاہب منسوخ ہیں، منسوخ ہونے کے ساتھ ساتھ وہ مذاہب اپنی اصلی شکل میں محفوظ بھی نہیں ہیں، نیز اسلام کے علاوہ کسی مذہب میں (خواہ وہ منسوخ آسمانی مذہب ہو یا لوگوں کا خود ساختہ) خدا کا صحیح تعارف اور پہچان ہی نہیں ہے، اسلام ہی کے پاس خدا کا صحیح تعارف اور پہچان ہے اور اسلام خدا کو خالص طریقہ پر ہر قسم کے شرک کی نفی کر کے ماننے کی تعلیم دیتا ہے، دوسرے مذاہب کے پاس چند بنیادی اخلاقیات کی تعلیم کے سوا ان کی کوئی تعلیم صحیح توحید کے ساتھ نہیں، وہ عقائد، عبادات، معاملات اور اخلاقیات کی جو کچھ تعلیم دیتے ہیں وہ یا تو سرے سے غلط ہے یا پھر ناقص یا نامکمل ہے اور انسانی فطرت سے ہم آہنگ نہیں ہے جبکہ اسلامی تعلیمات انسانی فطرت کے عین مطابق ہیں، اسلام میں توحید، رسالت اور آخرت کی جس طرح صاف ستھری تعلیم ہے ایسی صاف ستھری تعلیم کسی دوسرے مذہب میں ہے ہی نہیں، نہ توحید و رسالت کی اور نہ آخرت کی۔

اسلام کے سوا بقیہ تمام مذاہب مخلوقات کو بھی خدا کا درجہ دیتے ہیں، اس طرح خالق و مخلوق کے رشتہ کو گڈ مڈ کر دیتے ہیں، انہوں نے خالق کو مخلوق بنا دیا اور مخلوق کو خالق بنا دیا اس لئے خالص اور صحیح

تعارف سوائے اسلام کے کسی دوسرے مذہب میں ہے ہی نہیں۔

دوسرے مذاہب میں مرنے کے بعد والی زندگی کا تصور صحیح نہیں ہے

اسی طرح مرنے کے بعد والی زندگی کا صحیح تصور سوائے اسلام کے کسی کے پاس صحیح نہیں، کسی نے خدا کے بیٹے کو سولی پر چڑھا کر انسانوں کو نجات دیدی اور آخرت کا، وجزا وسزا کا تصور ہی کمزور کر دیا، اس لئے کہ انسانوں کے گناہوں کا کفارہ حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا بیٹا بنا کر سولی دے کر معافی کا اعلان کر دیا، ایسی صورت میں انسان آخرت والے اچھے اعمال کیوں کرے گا؟ انہوں نے آخرت کی تیاری کی فکر اور جواب دہی کا احساس ہی ختم کر دیا، یہودی آخرت کے تعلق سے سمجھتے ہیں کہ جنت صرف انہی کے لئے ہے، ان کے علاوہ تمام انسان جہنم رسید ہوں گے، وہ تو پہلے جہنم میں نہیں جائیں گے اور اگر گئے بھی تو جلد نکال لئے جائیں گے اسلئے کہ وہ پیغمبروں کی اولاد ہیں، ان کے باپ دادا ان کو خدا کی سزا سے بچائیں گے اور ان کی شفاعت کرائیں گے، شفاعت کے اس غلط عقیدہ نے ان کو بھی آخرت سے غافل کر دیا۔

اور جو تناسخ (آوا گون) کا عقیدہ رکھتے ہیں ان کے یہاں آخرت میں حساب کتاب کا کوئی تصور ہی نہیں، جب حساب کتاب کا تصور ہی نہیں تو وہ نیکی اور بدی کا بھی تقریباً تصور ہی نہیں رکھتے اور ان کے پاس آخرت کی تیاری کا کوئی احساس ہی زندہ نہیں رہتا، وہ دوبارہ زندہ ہو کر حساب دینے کو ایک ہوائی بات اور خیالی بات سمجھتے ہیں۔

اس لئے یہ بات بالکل غلط ہے کہ سارے مذاہب سچے ہیں اور انسان کسی بھی مذہب کو اختیار کر کے زندگی گذارے تو اس کو اللہ تعالیٰ کی رضا ملے گی بلکہ واقعہ یہ ہے کہ اسلام کے سوا کوئی مذہب نہ سچ ہے اور نہ اب قابل عمل، اسلام ہی اللہ تعالیٰ کی صحیح پہچان کرواتا اور خدا کا اور مخلوق کا علحدہ علحدہ تعارف کرواتا اور مخلوقات کی حقیقت کو سمجھاتا اور انسانوں کی زندگی کے مقصد کو کامل طریقہ سے بتلا کر رہنمائی اور تربیت کرتا اور مرنے کے بعد والی زندگی کے لئے دنیا میں دن رات تیاری کے قابل بناتا ہے اس لئے اللہ تعالیٰ کی خالص اور صحیح پہچان حاصل کر کے اس کو ماننے کا صرف ایک ہی راستہ ہے وہ دین اسلام ہے، انسان اسلام کے سوا کسی بھی مذہب کو مانے گا تو وہ گھاٹے میں رہے گا۔

دوسری ضرورت: زندگی کے تمام کاروبار اعتدال میں کرنے کیلئے مضبوط عقیدہ اور سہارا چاہئے

لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰهِ ۔ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں، محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔

اس سے پہلے یہ بات سمجھائی گئی تھی کہ دنیا نیکی اور بدی کا گھر ہے انسان کو بدی سے بچ کر نیکی اختیار کرنے اور نیکیوں پر جمے رہنے کے لئے اور حرام سے بچ کر حلال اختیار کرنے اور زندگی کے مختلف حالات پر اعتدال سے جمے رہنے کے لئے ایک طاقت وقوت چاہئے اور وہ طاقت وقوت انسان کو ایمان کی وجہ سے حاصل ہوتی ہے اور انسان ایمان ہی کی وجہ سے ایک مضبوط سہارا حاصل کرتا ہے اور دنیا میں مختلف حالات کا مقابلہ کر کے اعمال صالحہ اختیار کرتا ہے۔

ایمان کا عقیدہ سوائے اسلام کے کسی مذہب میں نہیں دوسرے مذاہب یا تو غلط عقیدہ دیتے ہیں یا ناقص عقیدہ دیتے ہیں جس کی وجہ سے انسان کی فکر اور خیالات میں پختگی اور مضبوطی پیدا نہیں ہوتی اور نہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ مضبوط تعلق اور رشتہ قائم کرسکتا ہے اور نہ اللہ سے مضبوط اور پختہ امید، یقین، خوف رکھتا ہے، یہ تو صرف اسلام کی دین ہے کہ وہ انسانوں کے خیالات اور فکر کو درست اور صحیح کر کے اللہ تعالیٰ پر، رسالت پر اور آخرت پر مضبوط اور پختگی کے ساتھ جما دیتا ہے جبکہ دوسری قومیں خدا کو مانتے ہوئے کئی چیزوں سے امید، خوف، نفع ونقصان غرض تعلق ورشتہ قائم رکھتی اور اللہ کے علاوہ مخلوقات کے سامنے سر جھکاتی اور ہاتھ پھیلاتی ہیں اور اللہ کے علاوہ نفع ونقصان اور خوف مخلوقات سے بھی رکھتی ہیں، اسلام کا عقیدہ ایمان ایک مضبوط، صحیح اور جاندار عقیدہ ہے اور وہ انسان کی زندگی پر گہرے اثرات ڈالتا اور انسان کے دل پر حکومت کرتا ہے اور اسی عقیدہ کی وجہ سے انسان نیکی کرتا اور برائی سے دور رہتا ہے اس کے برعکس غیر مذاہب کی بنیادیں جن عقائد پر ہیں وہ بے جان، کمزور اور غلط عقائد ہیں، جن کا انسانی زندگی پر کچھ بھی اثر نہیں پڑتا، اور نہ وہ عقائد انسانی زندگی پر کوئی گرفت قائم کرسکتے ہیں اور نہ انسان ان عقائد سے نیکی کرنے کی طاقت اور نہ برائی سے بچنے کی طاقت حاصل کرسکتا ہے۔

اسی طرح دنیا کی زندگی میں انسان کو مختلف حالات سے گذرنا پڑتا ہے، خوشی، غم، بیماری، کامیابی وناکامی، نفع ونقصان، دوستی ودشمنی، جنگ وفساد اور موت وحیات وغیرہ ان تمام حالات میں

اعتدال پر قائم رہنے کے لئے عقیدہ ایمان ہی پوری قوت بنتا ہے اور سہارا دیتا ہے۔

بہت سے کام ایسے ہوتے ہیں جن میں انسان بے انتہاء محبت وکوشش کے باوجود ناکام ہوجاتا ہے یا اس کا باپ، بیٹا، شوہر انتقال کرجاتا ہے یا وہ فسادات، جنگ میں لُٹ پٹ جاتا اور سب کچھ ہاتھ سے دھو بیٹھتا ہے ایسی صورت میں اس کے پاس مضبوط اور پختہ سہارا نہ ہوتو وہ مایوس اور ناامید ہوجاتا یا تو خودکشی کرلیتا ہے یا مقصد زندگی سے ہٹ کر اخلاق رذیلہ کا شکار ہوکر شراب، جوا، چوری، ڈکیتی، قتل وخون، غارت گری اور انتقام میں مبتلا ہوجاتا اور دوسروں کی زندگیوں کو تباہ وبرباد کردیتا ہے، اگر اس کے پاس مضبوط، صحیح اور پختہ ایمان ہوتو ناکام ہونے، پریشان ہونے، مصیبت میں ہونے کے باوجود ہمت نہیں ہارتا، اور بڑی بڑی آفتوں اور مصیبتوں، پریشانیوں کو اسی ایمان کی وجہ سے آسانی سے برداشت کرتا ہے اور خدا کو چھوڑ کر مخلوقات کی طرف نہیں دوڑتا، گناہوں کو اختیار نہیں کرتا، اور مالک ہی سے رحمت کی امید رکھتا ہے اور مدد مانگتا ہے اور اسی عقیدہ کی بدولت وہ اپنی مصیبت اور ناکامیوں اور پریشانیوں کا مالک کے پاس اجر وثواب کی امید رکھتا اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرکے نئی امید نئی طاقت حاصل کرتا ہے، ایمان ہی کی بدولت صبر وشکر کے ساتھ زندگی گذارتا ہے، گناہوں سے بچ کر آخرت میں جواب دہی کا احساس رکھ کر اپنے آپ کو ہر قسم کے ظلم وزیادتی اور ناانصافی سے دور رکھتا ہے، یہی پختہ، مضبوط اور صحیح عقیدہ ایمان اسے ہر حال، ہر وقت ہر لمحہ اللہ تعالیٰ پر نگاہ رکھنے کی تعلیم دیتا ہے جس کی وجہ سے وہ مخلوقات سے نہیں گھبراتا اور اسی عقیدہ ایمان کی وجہ سے وہ ہر حالت میں دلی سکون اور زبردست قوت اپنے اندر محسوس کرتا ہے، چنانچہ انگریزوں نے دنیا کا سروے کیا اور ہر ملک میں انسانوں کی خودکشی کی تعداد معلوم کی تو معلوم ہوا کہ مسلم ممالک میں خودکشی کرنے والوں کی تعداد نہیں کے برابر ہے جبکہ غیر مسلم ممالک میں خودکشی کی تعداد بہت زیادہ ہے، وہ لکھتے ہیں کہ مسلمان لُٹ پٹ کر خستہ حال ہوجاتے، بھوکے پیاسے رہتے، زمین پر جھونپڑیوں میں سوتے اور ہر قسم کی مصیبت، ظلم وزیادتیوں کو جھیلتے مگر اللہ کے سہارے ایمان کو نہیں چھوڑتے اور ایسی حالت میں بھی اللہ ہی سے امید باندھے رہتے ہیں، بس انسان کو مضبوط اور پختہ سہارا سوائے صحیح ایمان کے نہیں ملتا اور صحیح ایمان سوائے اسلام کے کسی دوسرے مذہب میں نہیں۔

چنانچہ ایک مومن اپنے اسی مضبوط اور پختہ عقیدہ کا اظہار لَا اِلٰـهَ اِلَّا الـلّٰهُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ

اللّٰهِ کے الفاظ میں کرتا ہے جس سے اس کو پورے دین اسلام کی یاد تازہ ہوجاتی ہے اور اسی کلمہ کو اپنا سب سے بڑا سہارا بنا کر بار بار لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ ۔ (ترجمہ: مجھ میں طاقت نہیں نیکی کرنے کی اور نہ گناہ سے بچنے کی اللہ تعالیٰ کی مدد کے بغیر) کے الفظ سے دہراتا ہوا زندگی گذارتا ہے، دنیا کے کسی مذہب میں سوائے اسلام کے نہ کوئی پورے مذہب کے خلاصہ کے لئے کوئی کلمہ ہے او نہ کوئی مضبوط عقیدہ بتلایا گیا ہے جس کے ذریعہ وہ ایک پختہ اور مضبوط سہارا حاصل کر سکے یہ صرف دین اسلام ہی نے اپنے ماننے والوں کو کلمۂ شہادت دے کر زبردست سہارا دیا اور اس کلمہ سے پورے دین کی یاد کو تازہ کرنے کا انتظام کیا، اسلام کا یہ ایمانی کلمہ انسان کی روح بن کر دلوں پر قبضہ کرتا ہے اور ایک ایسی غیبی قوت انسان میں پیدا کرتا ہے جسے نہ فوج اور نہ پولیس اور نہ سی آئی ڈی پیدا کر سکتی ہے اور نہ دنیا کا کوئی قانون، جس کی وجہ سے انسان جنگل کے ویرانوں، رات کی تاریکیوں اور تنہائیوں میں بھی بے راہ روی سے دور رہتا ہے، جہاں گناہ سے روکنے والا بلکہ اس کو دیکھنے والا بھی کوئی نہیں ہوتا، ایمان وہاں بھی انسان کے دل میں اللہ تعالیٰ کے حاضر و ناظر ہونے اور دیکھنے کا احساس زندہ رکھتا ہے، قیامت کی پوچھ گچھ اور حساب و کتاب کا یقین اور احساس اسی ایمان کی وجہ سے انسان میں ہمیشہ ہر وقت زندہ رہتا ہے، یہ کام نہ کوئی پولیس کر سکتی ہے اور نہ کوئی حاکم اور نہ کوئی کوتوال اور نہ سی آئی ڈی اور نہ کوئی کالج، یونیورسٹی اور نہ دنیا کا علم، یہ صرف اور صرف آسمانی مذہب ہی انسانوں کو ایمان دے کر کرتا ہے، دنیا کے دوسرے مذاہب میں اخلاقی تعلیم تو ضرور ہے مگر کوئی توحید و ایمان کی تعلیم ہی نہیں وہ عقیدہ ایمان کی تعلیم دئے بغیر اخلاقی تعلیم دیتے ہیں جس کی وجہ سے ان کے ماننے والوں کے پاس کوئی پختہ عقیدہ اور سہارا ہی نہیں ہوتا۔

تیسری ضرورت: جسم کے ساتھ ساتھ روح کی تربیت کا بھی انتظام ہو

اس سے پہلے یہ سمجھایا جاچکا ہے کہ انسان کو اللہ تعالیٰ نے دو چیزیں عطا فرمائیں، ایک جسم اور دوسری روح، جسمانی پرورش کا انتظام زمین سے نکلنے والی مادی چیزوں سے کیا، اسی طرح روحانی تربیت کا بھی انتظام ہونا ضروری ہے، روحانی تقاضے پورا کرنے کا طریقہ نہ انسان کی عقل بتلا سکتی ہے اور نہ دنیا کا کوئی قانون، روح کے تقاضے صرف آسمانی مذہب ہی سمجھا سکتا ہے اور سوائے اسلام کے کسی بھی مذہب میں روحانی تربیت کا کوئی صحیح طریقہ ہی نہیں، چنانچہ اسلام سے ہٹ کر جتنے مذاہب

روح کی تربیت کے طریقے سکھاتے ہیں وہ انسانی فطرت کے خلاف ہیں اور انسان کو مصیبت اور تکلیف میں مبتلا کرتے ہیں اور پھر ان طریقوں سے روح کی تربیت بھی نہیں ہوتی، کسی نے نفس کو بالکل آزاد چھوڑ کر آوارہ بنا دیا اور کسی نے اس کے تقاضوں کو کچل کر دبانے کی کوشش کی، اسلام نے اس کے تقاضوں کو اعتدال کے ساتھ پورا کر کے اس کو قابو میں رکھنے کا فطری طریقہ سمجھایا، کسی نے فاقوں کو اختیار کر کے اپنے جسم اور جان کو مصیبت میں مبتلا کر کے روح کی تربیت کرنا بتلایا اور کسی نے سنیاس لینے یا نن، سسٹر، برادر بن کر رہبانیت کے ذریعہ روحانیت حاصل کرنے کی تعلیم دی، چنانچہ دنیا میں بہت سے لوگ دنیا اور دنیا کے کاروبار چھوڑ کر سنیاس لیکر یا نن، سسٹر، برادر بن کر شادی بیاہ سے دور رہتے اور خاص قسم کا لباس پہن کر زندگی گذارتے یا گوشت نہ کھا کر، ترکاریاں کھا کر، روحانیت پیدا کرنا چاہتے ہیں تاکہ ان میں نفس زور نہ پکڑے، کسی کے پاس نیم برہنہ رہنے اور کسی کے پاس منہ پر کپڑا باندھ کر پھرنے اور کسی کے پاس ہفتہ میں ایک مرتبہ عبادت گاہ میں جمع ہو کر تپسیا کرنے اور کسی کے پاس کسی خاص پہاڑ پر جانے اور یاترا اور جاترا میں جانے سے روحانیت حاصل ہونے کا تصور ہے۔

اسلام اس کے برخلاف یہ تعلیم دیتا ہے کہ دنیا میں سب انسانوں کے ساتھ رہو، ان کی کڑوی کسیلی باتوں کو سنو، ان کی اصلاح کی محنت کرو تو روحانیت حاصل ہوگی، زنا کو چھوڑ کر نکاح کرو تو روحانیت پیدا ہوگی، حرام مال کے بجائے حلال رزق سے اپنے اہل وعیال کو پالو تو روحانیت پیدا ہوگی، حرام جانوروں کے گوشت سے دور رہ کر حلال چیزیں استعمال کرو، شراب، جوا، چوری، بے ایمانی، سود، رشوت اور ناچ گانے بجانے، سور یا مردار جانوروں کے گوشت، ناجائز مال سے دور رہو تو روحانیت پیدا ہوگی، اللہ کی بڑائی اپنے قول اور عمل سے ظاہر کرو تو روحانیت حاصل ہوگی، غرض ہر قسم کی برائی چھوڑ کر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنتوں اور آپ کے اعمال اختیار کرو تو روحانیت پیدا ہوگی، غسل جنابت کرو تو روحانیت پیدا ہوگی، طہارت، پاکی، صفائی سے رہو تو روحانیت حاصل ہوگی، بار بار وضو کرو تو روحانیت پیدا ہوگی، نماز روزہ، زکوٰۃ ادا کرو تو روحانیت پیدا ہوگی، پردہ کرو تو روحانیت پیدا ہوگی، شادی بیاہ کو ترک کرنے، آبادیوں سے الگ رہنے، گوشت اور چند غذائیں چھوڑنے اور خاص خاص رنگ کے کپڑے پہننے سے، بلا طہارت، بلا غسل، ننگے پھرنے سے روحانیت پیدا نہیں ہو سکتی، بُرائی کی طاقت رکھ کر نیکی کرو تو روحانیت پیدا ہوگی، چنانچہ پوری دنیا میں اسلام ہی ایک ایسا

مذہب ہے جو انسان کو ان کی فطرت کے مطابق روحانیت کی تعلیم دیتا ہے اور انسان اسے آسانی سے اختیار کر سکتا ہے اور اسلام کی اس تربیت میں انسان کو کوئی مشکل اور تکلیف نہیں ہوتی الٹا وہ سکون، آرام اور راحت اور فائدہ محسوس کرتا ہے، اس لئے یہ کہنا درست ہے کہ سوائے اسلام کے کسی بھی مذہب میں روحانیت کی تربیت کا انتظام ہی نہیں اس لئے اسلام ہی سچا دین ہے۔

چوتھی ضرورت: زندگی کا مکمل ضابطہ اور قانونِ حیات فطری ہو

انسان اور جنات کے علاوہ کائنات کی تمام مخلوقات بغیر کسی بیرونی تربیت و رہنمائی کے اپنی اپنی زندگی کے اصول اور ضابطے جانتی اور اپنی اپنی ذمہ داریاں ادا کرتی ہیں، یعنی ہر مخلوق کو اس کی اپنی تہذیب وتمدن اور زندگی کے اصول وآداب معلوم ہیں، وہ اپنے اپنے طبقہ کی مکمل جنس ہوتی ہیں ان کو بیرون سے کسی استاد، مدرسہ اور کتاب کی رہبری کی ضرورت نہیں ان کی ہدایت کا سامان ان کو اللہ تعالیٰ ودیعت کر کے پیدا کرتا ہے مگر انسان اور جن کا معاملہ دوسری مخلوقات سے الگ ہے، دوسری مخلوقات کی طرح ہر قسم کا جبلی علم انسانوں اور جنوں کے اندر ودیعت کرنے پر اکتفاء نہیں کیا گیا بلکہ انسانوں کو دنیا میں زندگی گذارنے کے لئے ایک فطری ضابطہ حیات اور قانون دیا گیا تاکہ انسان اسی ضابطۂ حیات اور قانون کے تحت انفرادی واجتماعی زندگی سکون کے ساتھ گذار سکے اور اپنے حقوق و ذمہ داریاں ادا کر سکے، چنانچہ انسانوں کو حقوق نفس، حقوق اللہ اور حقوق العباد کی باقاعدہ تعلیم کی ضرورت ہے، تعزیراتی اور معاشی قانون بتانے کی ضرورت ہے، جنگ وامن کے، دوستی ودشمنی کے حدود وآداب کی ضرورت ہے، نکاح وطلاق، تجارت، لین دین، جائیداد، قرض، موت وحیات، مسلم وغیر مسلم اور جانوروں کے حقوق وآداب اور قانون کی ضرورت ہے، یہ کام صرف عقل سے نہیں لیا جاسکتا کیونکہ صرف عقل انسان کو کوئی صحیح ضابطہ اور قانونِ زندگی بنا کر نہیں دے سکتی، تاریخ گواہ ہے اور موجودہ زمانہ میں مختلف لوگوں کے حالات اس بات کی شہادت دیتے ہیں کہ جب بھی انسانوں نے محض اپنی عقل کی مدد سے زندگی کے لئے کوئی ضابطہ اور قانون بنایا تو وہ گمراہی اور پریشانی کا شکار ہو گئے، ان کی زندگی اور معاشرہ میں شر ہی شر پیدا ہوا، خود ان کی زندگی اور ان کے اطراف کے دوسرے لوگوں کی زندگی بھی فساد کے حوالہ ہو کر جہنم بن گئی، اس لئے کہ انسان قوم پرستی، وطن پرستی، تعصب، انتقام، کم عقلی، بے ایمانی جیسی صفات بھی رکھتا ہے اور ہر انسان کی

فطرت سمجھ نہیں سکتا، وہ کیسے قانون زندگی بنا کر دے سکتا ہے، انسان کو قانونِ زندگی تو صرف وہی ذات دے سکتی ہے جو اس کی مالک اور خالق ہو، اس لئے ماننا پڑتا ہے کہ انسان کو زندگی کا صحیح ضابطہ اور مفید قانون جو اس کی فطرت کے مطابق ہو صرف آسمانی مذہب ہی دے سکتا ہے، مذہب ہی کے ذریعہ اس کو زندگی گذارنے کے فطری اصول و آداب، ضوابط و قوانین مل سکتے ہیں، اگر آسمانی مذہب نہ ہوتا تو انسان کو فطری ضابطے اور قوانین مل ہی نہیں پاتے، چنانچہ تمام مذاہب کو دیکھئے تو معلوم ہوگا کہ زندگی گذارنے کا قانون جو فطری انداز پر ہو وہ سوائے اسلام کے کسی مذہب میں نہیں، عام طور پر یہود، نصاریٰ اور ہنود اپنے اپنے مذہب پر چلتے ہوئے ہر ملک کے حکومتی قانون جو انسانوں کا بنایا ہوا ہوتا ہے اختیار کرتے ہیں، زندگی کا قانون صرف مسلمانوں ہی کے پاس ہے جسے تمام دنیا سمجھتی بھی ہے اور اسی کی نقل میں اپنے قانون بناتی ہے۔

اس تشریح سے ثابت ہوا کہ بیان کردہ چار ضرورتیں سوائے اسلام کے کسی بھی مذہب میں نہیں اس لئے دین اسلام ہی سچا مذہب ہے، اسی لئے اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اِنَّ الدِّیْنَ عِنْدَ اللّٰہِ الْاِسْلَامُ۔ یعنی اللہ تعالیٰ کے نزدیک دین صرف اسلام ہے۔

چنانچہ اگر ہم غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ پہلی اور دوسری ضرورت پوری ہوتی ہے لا الہ الا اللہ سے، تیسری اور چوتھی ضرورت پوری ہوتی ہے محمد رسول اللہ سے، یعنی اللہ اور مخلوقات کا تعارف اور عقیدہ ایمان، پختہ سہارا کلمۂ شہادت کے پہلے حصہ سے ملتا ہے اور اسلام یعنی تزکیہ نفس اور روحانیت اور زندگی کا ضابطہ اور قانون ملتا ہے کلمہ کے دوسرے حصہ سے۔

مذہب کی ابتداء کب ہوئی؟

وَمَا كَانَ النَّاسُ اِلَّا اُمَّةً وَّاحِدَةً فَاخْتَلَفُوْا۔(یونس:۱۹)

ابتداء میں سارے انسان ایک ہی امت تھے بعد میں انہوں نے مختلف عقیدے و مسلک بنا لئے۔

دنیا میں جب سے انسان آباد ہے تب سے مذہب ہے، تمام انسانوں کے ماں باپ حضرت آدم علیہ السلام، حوا کو اللہ تعالیٰ نے باقاعدہ یہ ہدایت دی کہ ان کو اور ان کی اولاد کو زمین میں کیسے رہنا ہے؟ ابتداء کے انسان جہالت اور اندھیرے کی حالت میں پیدا نہیں ہوئے تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے زمین پر ان کی زندگی کا آغاز پوری روشنی اور ہدایت میں کیا تھا، وہ حقیقت سے واقف تھے، ان کے پاس پختہ اور مضبوط عقیدۂ ایمان بھی تھا اور ان کو قانون حیات سے بھی پوری طرح واقف کروا دیا گیا تھا، ان کا طریقہ

زندگی صرف خدائے واحد کی اطاعت یعنی اسلام ہی تھا اور انہوں نے اپنی اولاد کو اسی دین اسلام کی تلقین کی کہ وہ زمین پر اللہ تعالیٰ کے مطیع و فرمانبردار (مسلمان) بندے بن کر رہیں، بیان کردہ چاروں ضرورتیں پچھلے تمام آسمانی مذاہب میں تھیں مگر بعد کے لوگوں نے مذہب کی شکل کو بگاڑ دیا اور صرف ایک سچے آسمانی مذہب کے مقابلہ میں کئی باطل مذاہب بنالئے، چنانچہ ہر زمانہ میں مختلف پیغمبر اور آخر میں حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم جو آسمانی مذہب لیکر آئے وہ صرف دین اسلام ہی تھا اور ہے اور اب قیامت تک رہے گا، چنانچہ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم تک ایک ہی آسمانی مذہب دین اسلام مختلف زبانوں اور مختلف قوموں میں آتا رہا اور اسی کی دعوت دی جاتی رہی، اب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ پورے عالم کے انسانوں کے لئے اسلام کو قیامت تک مقرر کردیا گیا ہے تاکہ دنیا میں مذہب کے نام پر انسانوں نے جو غلط عقیدے اور ضابطۂ حیات خود مرتب کر لئے ہیں ان گمراہیوں اور جہالت سے انسانوں کو نکالا جائے اور تمام غلط نظریات و تصورات کو مٹا کر صحیح نظریات اور صحیح تصورات کی تعلیم دی جاتی رہے اس لئے دین اسلام ہی سچا اور صحیح مذہب ہے۔

بیان کردہ چار ضرورتیں سوائے اسلام کے کسی دوسرے مذہب میں نہیں اور ان کا خلاصہ یہ ہے

دنیا میں ایسے مذاہب بھی ہیں جن کو ان کے مذہبی پیشواؤں نے اپنے دماغ سے بنا کر مذہب کا نام دیدیا ہے یا پھر ان کے پیروؤں نے ان کی زندگی کے بعد مذہب کی شکل دیدی ہے اور جو مذاہب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے دنیا میں آسمانی مذہب بن کر آئے تھے ان کی اصلی شکل پوری طرح بگڑ چکی ہے اور ان کی صحیح تعلیمات اب باقی نہیں ہیں، اللہ تعالیٰ نے انہیں منسوخ کردیا ہے، اسلام کے سوا کسی مذہب میں مذہب کی ضرورت کی جو بنیادی چار باتیں ہیں وہ یا تو بالکل ہی نہیں ہیں یا پھر ہیں تو نامکمل اور ناقص ہیں جس کی تفصیل یہ ہے:

(۱) دوسرے تمام مذاہب میں مخلوق کو خالق اور خالق کو مخلوق کے ساتھ ملا دیا گیا ہے جس کی وجہ سے خالق اور مخلوق کا خالص اور صحیح تصور ہی باقی نہیں ہے بلکہ توحید کے ساتھ شرک کو ملا دیا گیا ہے، ان مذاہب میں نہ تو مقصد زندگی کی صحیح رہبری کی گئی اور نہ مرنے کے بعد کی زندگی کا صحیح تصور موجود ہے

اور نہ وہ مخلوقات کی حقیقت سے ہی واقف ہیں۔

(۲) دین اسلام کے سوا کسی مذہب میں ایمان کا صحیح تصور ہی نہیں، دوسرے مذاہب یا تو شرک کی تعلیم دے کر مخلوقات سے جوڑتے ہیں یا توحید کا دعویٰ کر کے شرک کی تعلیم دیتے ہیں، وہ انسانوں کو نہ کوئی مضبوط عقیدہ دے سکتے ہیں اور نہ پختہ سہارا بتلا سکتے ہیں۔

(۳) دوسرے مذاہب میں روحانی تربیت کی بھی نہ صحیح تعلیم ہے اور نہ صحیح طریقہ، تقریباً دوسرے مذاہب ترک دنیا ہی کو روحانی تربیت کا طریقہ سمجھتے ہیں حالانکہ ترک دنیا اور رہبانیت انسانی فطرت کے خلاف ہے اور ایک انسان اپنی فطرت کے خلاف دو قدم بھی نہیں چل سکتا۔

(۴) مکمل اور فطری ضابطۂ حیات، اخلاق کے قوانین و آداب اور حقوق سوائے دین اسلام کے کسی کے پاس نہیں، دوسرے تمام مذاہب میں زندگی کے اصول وضابطے اور قوانین یا تو نامکمل اور غیر فطری ہیں یا ہے ہی نہیں، وہ انسانی قانون یا حکومتی قانون جو انسانوں کا بنایا ہوا ہے اسی کو اختیار کر کے زندگی گذارتے ہیں۔

حاصل بحث یہ ہے کہ ان چار چیزوں کے علاوہ کسی دوسرے مذہب میں اگر کوئی اپنے مذہب کے اشلوک پڑھ کر یا مذہبی پیشوا اپنے کسی عمل سے کوئی چمتکار دکھادے یا کوئی پانی پر چلے یا ہوا میں تیرے یا زمین میں زندہ اتر جائے یا غذا نہ کھا کر زندہ رہے یا کسی دوسری مخلوق سے بات کروادے یا کوئی اور عجوبہ دکھلا دے تو وہ نہ سچائی ہوگی اور نہ حق ہوگا، ان چار چیزوں کو چھوڑ کر دنیا میں چاہے کوئی کچھ بھی کر لے تو وہ جھوٹا اور غیر آسمانی مذہب کا پرچار ہوگا، شیطانی حرکات ہوں گے، پیغمبروں سے جو معجزات ظاہر ہوئے ہیں وہ ان چاروں ضرورتوں کو مکمل اور پورا کرتے ہوئے دکھائے گئے ہیں۔

بہت سے لوگ جو سائنس کا علم رکھتے ہیں وہ سائنس کی روشنی میں مذہب کا کوئی تصور ہی نہیں رکھتے

بہت سارے نادان لوگ سائنس سے مذہب کو غلط ثابت کرتے ہیں اور وہ مذہب کی ضرورت ہی محسوس نہیں کرتے، ان کے نزدیک مذہب کا تصور ایک دقیانوسی تصور ہے، یہ ایک غلط خیال ہے جو ان کو گمراہی میں ڈالتا ہے، مذہب اور سائنس دونوں علٰحدہ علٰحدہ چیزیں ہیں، سائنس اور مذہب کا تقابل نہیں کیا جاسکتا، سائنس صرف مادی یعنی جسمانی چیزوں ہی کی معلومات دے سکتی ہے اور مادی و

جسمانی سامان ہی مہیا کر سکتی ہے، سائنس کی اڑان صرف ان ہی چیزوں کی حد تک ہے جو جسم رکھتی ہیں یا نظر آتی ہیں یا محسوس ہوتی ہیں، جو چیزیں نظر نہیں آتیں اور محسوس نہیں ہوتیں ان پر وہ کوئی معلومات اور رہبری نہیں دے سکتی، مثلاً روح، فرشتے، وحی، قبر، حشر، جنت، دوزخ، حرام حلال، جائز وناجائز اور مالک کائنات وغیرہ پر سائنس کچھ بھی علم نہیں دے سکتی، ان چیزوں پر سوائے آسمانی وحی کے کوئی بھی رہبری نہیں کرسکتا اس لئے آسمانی مذہب انسان کے لئے ضروری ہے، اس لئے مذہب کو سائنس سے نہیں جوڑا جاسکتا، مذہب یہ بتاتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی صفات کیا ہیں؟ وہ ذات وصفات میں کیسا ہے؟ اس کی قدرت وطاقت کیسی ہے؟ شرک کیا ہے؟ کفر کیا ہے؟ اللہ کی عبادت واطاعت کیسے کی جائے؟ آخرت کیا ہے؟ جنت ودوزخ کیا ہیں؟ فرشتے کون ہیں؟ دنیا کی حقیقت کیا ہے؟ کونسا پانی، غذا اور کونسی چیز پاک ہے اور کونسی ناپاک ہے؟ کس پانی سے طہارت کی جاسکتی ہے اور کس سے نہیں؟ یہ تمام چیزیں سائنس کی مدد سے معلوم نہیں کی جاسکتیں اور نہ عقل ان چیزوں پر رہبری کرسکتی ہے، ان چیزوں کو بتلانا سائنس کا کام نہیں ہے۔

مذہب کی سچائی کو جانچنے کا دوسرا طریقہ

شجر طیبہ یا شجرِ خبیثہ

کیا تم دیکھتے نہیں ہو کہ اللہ تعالیٰ نے کلمہ طیبہ کو کس چیز سے مثال دی ہے، اس کی مثال ایسی ہے جیسے ایک اچھی ذات کا درخت جس کی جڑیں زمین میں گہری جمی ہوئی ہیں اور شاخیں آسمان تک پہنچی ہوئی ہیں، ہر گھڑی وہ اپنے رب کے حکم سے اپنے پھل دے رہا ہے، یہ مثالیں اللہ اس لئے دیتا ہے کہ لوگ ان سے سبق لیں اور کلمہ خبیثہ کی مثال ایک بدذات درخت کی سی ہے جو زمین کی سطح سے اکھاڑ پھینکا جاتا ہے اس کے لئے کوئی استحکام (پائیداری) نہیں ہے

کلمہ طیبہ کو قرآن مجید میں شجر طیبہ سے تشبیہ دی گئی ہے یعنی پاکیزہ درخت اور اس کے علاوہ دوسرے تمام باطل مذاہب کو شجر خبیثہ سے تشبیہ دی گئی ہے۔

شجر طیبہ اور شجر خبیثہ کی خصوصیات کیا ہوتی ہیں؟

شجر طیبہ اور شجر خبیثہ کی خصوصیات یہ ہوں گی کہ شجر طیبہ خوب پھلے گا، پھولے گا، ہمیشہ ہرا بھرا

رہے گا اور مسلسل مزیدار، خوشبودار، میٹھے پھل دیتا رہے گا اور لوگوں کو فائدہ ہی فائدہ پہنچائے گا، جو اس کے سائے میں آئے گا وہ سکون، ٹھنڈک، راحت و آرام میں اپنی زندگی کو گذارے گا۔

شجر خبیثہ وہ درخت ہے جو پھیلنے پھولنے سے ٹھسر جائیگا اور اگر پھلے پھولے گا بھی تو اس پر بہار کا موسم نہیں رہیگا، پتے، ڈالیوں، پھل، پھول میں کیڑا رہیگا اور وہ مسلسل بدمزہ، بدبودار، سڑے ہوئے پھل دیگا، جو بھی اس کے سایہ میں آئیگا وہ بے سکونی، پریشانی، خوف اور ذلت کی زندگی گذارے گا۔

دنیا میں ہمیشہ دو ماحول رہے اور رہیں گے

کلمہ طیبہ اور کلمہ خبیثہ کی ان مثالوں سے دو ماحول آسانی سے سمجھ میں آتے ہیں، ایک خوشبودار، خوشگوار ماحول، دوسرا بدبودار سڑا ہوا ماحول۔ ان دونوں ماحول کی زندگیوں کے فرق کو انسان آسانی سے سمجھ سکتا ہے، اگر ہم انسانی تاریخ اور زندگیوں پر غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ ان دونوں ماحول میں زندگی گذارنے والے انسانوں کی مذہبی، سماجی، سیاسی، معاشرتی، تمدنی، اخلاقی ،فکری زندگیاں بالکل اندھیرے اجالے اور زندہ و مردہ کی طرح تھیں اور ہیں، اس طرح انسانوں میں دو طرح کے الگ الگ انسانی جماعتیں نظر آئیں گی اور یہ بات آسانی سے سمجھ میں آئے گی کہ ہر زمانہ میں اللہ کو ماننے اور اللہ پر ایمان لانے والے کلمہ طیبہ کے اس درخت کے سائے میں مثالی پاک صاف زندگی گذارے اور گذار رہے ہیں اور اس کے مقابلہ ایمان کا انکار کرنے اور پیغمبر کی تعلیمات کے خلاف زندگی گذارنے والے کلمہ خبیثہ کا سہارا لیکر غلط، گمراہ فکر اور خیالات کے ساتھ ناپاک زندگی گذارے اور گذار رہے ہیں، ان کی سلامتی قائم نہیں ہے، یا تو وہ مٹ چکے یا باطل حالت میں بگڑے بگڑائے چل رہے ہیں، مگر کلمہ طیبہ، شجر طیبہ اپنی اصلی حالت ہی میں قائم رہا، کبھی مٹ نہ سکا اور کلمہ طیبہ کے اس درخت کے نیچے جو قوم جس ملک، جس قطعہ کے لوگوں نے سہارا لیا اس کی خوشبو سے انکا معاشرہ مہک اٹھا اور اس کی برکتوں سے صرف وہی لوگ فیضیاب نہیں ہوئے بلکہ ان کے ساتھ زندگی گذارنے والے بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے، اس کے برعکس کلمہ خبیثہ یعنی شجر خبیثہ نے جہاں بھی اپنے پتے، ڈالیاں، پھل، پھول پھیلائے تو اس کی بدبو اور سڑن سے پورے کا پورا معاشرہ، پوری قوم اور پورا ملک متاثر ہوگیا اور اس درخت کے کانٹوں اور کیڑوں اور بدبو سے نہ صرف اس کے سائے میں رہنے والے ہی متاثر ہوئے بلکہ ان کے

ساتھ دوسرے انسانوں کو بھی تکلیف اور بدبو برداشت کرنی پڑی، جس طرح بیت الخلاء اور مرے ہوئے جانداروں کی بدبو سے فضا متعفن ہوجاتی ہے اورلوگوں کا سکون برباد ہو جاتا ہے۔

جتنے باطل مذاہب دنیا میں وجود میں آئے وہ مٹتے گئے

صرف سچا مذہب ہی زندہ سلامت اور باقی رہا

ان دو خاصیتوں کے درختوں کو ذہن میں رکھ کر ہم غور کریں گے تو معلوم ہوگا کہ دنیا میں بہت سارے باطل مذاہب وجود میں آئے، یا تھے تو آسمانی لیکن ان کی شکلیں بگاڑ دی گئیں، ان دونوں صورتوں میں ہمیں یہ بات معلوم ہوتی ہے کہ جو مذاہب باطل تھے اور جن کو انسانوں نے خود بنایا تھا یا تھے تو آسمانی مذہب لیکن انسانی تحریفوں کا شکار ہوکر باطل بن گئے تو پھر وہ دنیا میں پھل پھول نہ سکے اور انسانوں کو فائدہ نہ پہنچا سکے، دنیا سے مٹ گئے اور اگر باقی بھی رہے تو وہ شجر خبیثہ کی شکل میں باقی رہے، مثلاً:

- آریہ قوم کو لیجئے آریہ لوگ مجوسی کی شکل میں آگ کی پوجا کرتے تھے اور یہ ایران میں پرورش پائے، گویا آریہ ایران کی پیداوار تھے مگر آج دنیا میں آریہ مذہب کا کوئی وجود ہی نہیں ہے البتہ صرف پارسی کے نام پر دنیا کے بعض بعض علاقوں میں کہیں کہیں کچھ کچھ لوگ موجود ہیں جو نہیں ہونے کے برابر ہیں مگر آریہ مذہب اور مذہب کا وجود ایران سے بالکل مٹ چکا ہے اور وہ اپنے مقام پر نہ رہ سکا، کسی اور دوسری صورت میں باقی بھی ہے تو پھل پھول نہیں رہا ہے اور اس پر گمنامی کی کیفیت ہے۔
- اسی طرح دڑاوڑی لوگ ہندوستان میں تھے مگر آج ان کا وجود دوسرے لوگوں میں ضم ہو چکا ہے، وہ مٹ چکے ہیں، ہندوستان میں اب بہت سے مذاہب کے ماننے والے لوگ آباد ہیں، ان میں سب سے بڑی تعداد جس مذہب کے ماننے والوں کی ہے وہ ہندو دھرم ہے، جسے ہندومت کہا جاتا ہے، ان کا کہنا ہے کہ یہ انتہائی قدیم مذہب ہے مگر اس مذہب کو کسی نبی اور رسول کی طرف منسوب نہیں کیا جاتا اور نہ ہی ان کے پاس کوئی مستند الہامی وآسمانی کتاب ہے، ان کی مذہبی کتابیں کچھ رشی مہارشی لوگوں نے لکھی ہیں، اس مذہب میں زیادہ تر قصے کہانیاں ہیں، اس مذہب کا حال یہ ہے کہ اس کے ماننے والوں کے عقائد اور نظریات ہر شہر، ہر گاؤں اور ہر طبقہ میں الگ الگ ہیں یہاں تک کہ ایک ہی گھر کے دس افراد الگ الگ عقیدہ رکھتے ہیں، ان میں کافی اختلافات ہیں جن کو ان کے پیشوا خود بھی

مانتے ہیں، ان میں جو خدا کا مکمل انکار کرتے ہیں اور دہریہ ہیں وہ بھی اپنے آپ کو ہندو کہتے ہیں اور جو مورتی پوجا کرتے اور مورتی پوجا نہیں کرتے وہ بھی اپنے آپ کو ہندو کہتے ہیں، ان میں کئی طبقے اور فرقے ہیں جو الگ الگ دیوی دیوتاؤں کو مانتے ہیں، ایک فرقہ دوسرے فرقے کے خداؤں کا انکار کرتا ہے اور ایک دوسرے کے خداؤں کا قائل نہیں ہے، مشرق والے مغرب والوں کے دیوتاؤں کے قائل نہیں اور مغرب والے مشرق والوں کے دیوتاؤں کے قائل نہیں مگر پھر بھی ہر شخص اپنے آپ کو ہندو کہتا ہے، ہر فرقہ کے خدا کی عبادت گاہ الگ الگ ہے ان میں کی اکثریت جو بت پرستی کرتی ہے وہ اپنے عقیدے اور عمل سے مطمئن نہیں ہوتی، یہ لوگ کائنات کی ہر چیز کی عبادت و پرستش کرتے ہیں یہاں تک کہ انسانی جسم کے ناقابل ذکر اعضاء کی بھی پرستش کرتے ہیں۔

اس دھرم کی بنیاد تریمورتی پر ہے، تریمورتی کی تفصیل یہ ہے کہ کائنات کا بڑا خدا تین شکلوں میں ظاہر ہوا، ایک برہما، دوسرا وشنو، تیسرا مہادیوا سے شیو بھی کہتے ہیں، ان کی کتابوں کے مطابق برہما کا کام مخلوقات پیدا کرنا، وِشنو کا کام مخلوقات کو پالنا اور مہادیو کا کام تباہی و بربادی لانا ہے، ان کی الگ الگ فرضی شکلیں بنائی گئیں اور ان تینوں کو جمع کر کے ایک دیوتا بھی بنایا گیا جس کے جسم پر تین سر ہوتے ہیں، جسے تری یمورتی کہا جاتا ہے، ان کے تعلق سے بہت سی کہانیاں بیان کی گئی ہیں، ان سے کئی دیوی دیوتا پیدا ہوئے، کوئی کسی کے میل کچیل سے، کوئی غصہ سے اور کوئی زنا اور بدکاری سے جن کا سلسلہ کروڑوں تک پہنچ گیا، ہندو دھرم میں اونچ نیچ، ذات پات کا بہت زیادہ رواج ہے اور اسی بنیاد پر ان کے عبادت خانے الگ الگ بنے ہوئے ہیں، یہ لوگ کائنات کے تقریباً تمام مخلوقات کی پرستش کرتے ہیں، ان کے پاس ایک عقیدہ فلسفہ اوتار بھی ہے اس کی رو سے خدا ضرورت کے تحت کسی بھی انسانی شکل میں نمودار ہوتا رہتا ہے (نعوذ باللہ)۔ چنانچہ ہزاروں اوتار صرف ہندوستان ہی میں آئے، ایک فلسفہ وحدت الوجود کا بھی ہے جس کی رو سے کائنات میں ہر چیز خدا کی ذات کا حصہ ہے اور ہر چیز میں خدا ہے، اسی طرح ایک فلسفہ تناسخ کا بھی ہے جسے آواگون بھی کہا جاتا ہے، اس فلسفہ سے انسان کی روح اس وقت تک دنیا میں مختلف صورتوں میں ظاہر ہوتی رہتی ہے جب تک وہ انسان گناہوں سے پاک صاف نہ ہو جائے، جب وہ ہر طرح کے گناہوں سے پاک ہو کر مرے تو اس کی روح خدا کی روح کے ساتھ مل جاتی ہے پھر اسے دنیا میں بار بار مختلف شکلوں میں آنے کی ضرورت باقی نہیں رہتی، اس عقیدہ

کی وجہ سے ان کے پاس آخرت کا تصور ختم ہوگیا، جواب دہی کا احساس ہی نہیں۔

یہ عقائد نہ خود ان کو سمجھ میں آتے ہیں اور نہ وہ دوسروں کو سمجھا سکتے ہیں، صرف باپ دادا کی تقلید میں یہ اختیار کئے جاتے ہیں ان میں ان عقائد کی تبلیغ کا کوئی جوش نہیں اس لئے کہ ان کے پاس جو تعلیم ہے وہ بے جان اور کمزور اور اختلافات سے بھرپور ہے، ان میں اب جو لوگ دنیوی پڑھے لکھے بنتے جارہے ہیں وہ یا تو دہریے بن گئے یا پھر دوسرے ممالک میں تلاش معاش میں جا کر اپنے اصلی رنگ کو برقرار نہیں رکھ سکے، اور بہت سے دوسرے مذاہب سے متاثر ہو کر اپنے اس مذہب کو چھوڑ دیا، یہ مذہب دنیا میں پھیل نہ سکا۔

اسی طرح بدھ مت مذہب کے ماننے والے زیادہ تر چین، جاپان، بھوٹان، نیپال ہی میں ہیں، اگر چہ کہ اس مذہب کے پیشوا گوتم بدھ جنہوں نے کبھی بھی نہ خدائی دعویٰ کیا تھا اور نہ اپنی عبادت لوگوں سے کروائی، وہ خود خدا کے قائل تھے اور فلسفہ وحدت الوجود کے قائل تھے اس عقیدہ کے تحت کائنات کی ہر چیز میں خدا ہے یا وہ خدا کی ذات کا حصہ ہے، گوتم بدھ کی زندگی تک کسی نے ان کو خدا نہیں مانا اور نہ انکی پرستش کی، ان کی زندگی کے بعد ان کے ماننے والوں نے ایک مجسمہ بنا کر ان کو بھی خدا کا درجہ دیدیا اور بعض ان کو خدا کا اوتار سمجھتے ہیں، پھر آہستہ آہستہ ان کی خدائی کے بھی حصے ہوتے گئے اور دوسرے کئی پیشواؤں کو گوتم بدھ کا اوتار بنایا گیا، ان کے مجسمے بنا کر ان کی بھی پرستش کی گئی اور بدھ مذہب ایک بت پرست مذہب بن گیا، جاپان میں ایک اور مذہب ہے شنٹوازم، اس میں آگ، سورج، پہاڑ، ندی، نالے، دریا، سمندر وغیرہ کے دیوی دیوتا بنا کر ان کی پوجا کی جاتی ہے، یہ دونوں مذہب ٹھٹری حالت میں اپنے اپنے علاقوں میں موجود ہیں، ان کے ماننے والوں کی تعداد بھی آہستہ آہستہ ختم ہو رہی ہے۔

O بدھ مت اور جین مت جن کی تعلیم میں خدا کا تصور ہی نہیں لیکن ان کے ماننے والوں نے بدھ جی اور مہاویر جی کی وفات کے تھوڑے عرصہ بعد ہی خود ان کی ہی پرستش شروع کر دی، مہاویر جی کے ماننے والے اپنے منہ پر کپڑا باندھے رہتے ہیں تا کہ ہوا کے جراثیم بھی مرنے نہ پائیں اور وہ کسی کی ہتیا کرنے والے نہ بنیں، اگر وہ روزانہ دودھ پیتے ترکاریاں کھاتے، پھل پھلار کھاتے تو پتہ نہیں کتنے بکٹیریا کو کھا رہے ہیں اور گھروں میں مچھر، جھینگر کو مارنے کتنی دوائیں استعمال کرتے ہیں، ان کے ماننے والے اپنے مذہب کو دوسروں تک پیش ہی نہیں کر سکتے اور نہ یہ مذہب پھیل سکا۔

O اسی طرح انسانوں میں ایک عقیدہ کمیونزم کا بھی پیدا ہوا، دنیا میں بہت کم لوگوں کی تعداد ایسی

تھی اور ہے جو خدا کے منکر ہوتے ہیں، موجودہ زمانہ میں روس ان کا مرکزی مقام تھا، وہیں سے کمیونزم دنیا کے بعض بعض علاقوں میں بہت ہی کم تعداد میں پھیلا، اس کے ماننے والے لوگ کمیونسٹ کے نام سے جانے جاتے ہیں، یہ لوگ خدا کے مکمل انکار کرنے والے ہوتے ہیں، ان کے نظریہ میں دولت مندوں سے دولت کو نوچ کر غریبوں کو دی جانی چاہئے، مساوات انسانی کا غلط تصور دیتے ہیں، شروع شروع میں یہ اپنے نظریات کو پھیلانے کی کوشش کی مگر ان کے نظریات اور عقائد زیادہ نہ چل سکے، جس علاقہ میں کمیونسٹوں کی پھیلاؤ ہوا، انہی علاقوں میں ان کی جڑیں کھوکھلی ہوگئیں اور کمیونسٹ نظریہ فیل ہوکر روس کی معیشت تباہ ہوگئی اور وہ بڑی سلطنت ٹکڑے ٹکڑوں میں تقسیم ہوگئی، اس نظریہ کو اختیار کرنے سے انسان الٹا مصیبت میں مبتلا ہوگئے، اب یہ آہستہ آہستہ ختم ہورہے ہیں، اس عقیدہ کے ذریعہ انسان بے لگام گھوڑے کی طرح چرتے پھرتا ہے، اس کے پاس نیکی اور بدی اور جواب دہی کا تصور ہی نہیں پیدا ہوتا اور وہ پوری طرح من چاہی زندگی گذارتا ہے، ان کے پاس زندگی بس اسی دنیا کا نام، روٹی کپڑا اور مکان، پیدا ہونا، کھانا پینا، عیش کرنا اور مرجانا ہے، اس دنیا کے علاوہ کوئی زندگی کا تصور ہی نہیں۔

O اسی طرح قوم اسرائیل حضرت یعقوب کی نسل تھی، بنی اسرائیل ان کا لقب تھا، وہ شام اور فلسطین میں آباد تھے، مصر تک پھیلے مگر آج بنی اسرائیل کا وجود باقی نہیں وہ اب یہود کے نام سے جانے جاتے ہیں، یروشلم اور فلسطین میں آباد ہیں، انہوں نے اپنے نبی اور ان کی لائی ہوئی تعلیمات کو بگاڑ کر بدل ڈالا اور کتاب میں تحریف کردی اور طرح طرح کے اخلاق رذیلہ کا شکار ہوگئے، ان کے نزدیک دعوت کا کوئی تصور ہی نہیں ہے، وہ دنیا میں پھیلنے پھولنے کے بجائے کانٹے دار درخت بن کر بدبودار، بے مزہ کڑوے پھل دنیا میں پھیلا رہے ہیں اور دنیا میں فساد ہی فساد برپا کرتے رہتے ہیں، ان کی مثال شجر خبیثہ جیسی ہے، ان کا وجود سوائے اسرائیل کے اور کہیں نہیں، امریکہ اور یورپ کے ممالک میں بہت کم تعداد میں ہیں، وہ دنیا کے انسانوں کو سدھارنے کی کوئی فکر ہی نہیں رکھتے، ہمیشہ ان کو اپنا غلام بنا کر ان کا خون چوسنا چاہتے ہیں، ان سے کوئی خیر نہیں پھیل رہا ہے وہ شروع زمانہ ہی سے سود کھاتے ہیں اور آج دنیا میں سودی نظام انہی کے کرتوتوں کا نتیجہ ہے، یہ لوگ کسی کو یہودی بنانا اور اپنی قوم میں داخل کرنا پسند ہی نہیں کرتے۔

O عیسائی لوگ حضرت عیسی علیہ السلام کو خدا کا بیٹا مانتے ہوئے زبردست شرک میں مبتلا

ہو گئے، وہ انجیل میں تحریف کر کے اس کی اصلی حالت اور اصلی روح کو ہی بگاڑ چکے ہیں اور شجر ممنوعہ اور شجر خبیثہ بن گئے ہیں، انجیل کی اصلی زبان اور اس زبان کے ماننے والے دنیا میں اب خال خال ہی رہ گئے ہیں اور انجیل اصلی حالت میں نہیں ہے، مختلف زبانوں میں اس کے ترجمے موجود ہیں جس کی وجہ سے اس آسمانی مذہب کی شکل ہی بگڑ کر رہ گئی ہے، عیسائیت حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے مقام پیدائش اور وطن میں بھی باقی نہیں البتہ بگڑی ہوئی باطل شکلوں میں اس کے ماننے والے پھیلے ہوئے ہیں اور اسلام کے ساتھ ساتھ وہ بھی مختلف ملکوں میں اپنے پتے، ڈالیاں، پھل پھول پھیلا رہے ہیں مگر جو لوگ بھی عیسائیت قبول کرتے ہیں وہ گویا شجر ممنوعہ اور شجر خبیثہ کی شکل میں اس مذہب کے ذریعہ شرک، کفر، شراب، بدکاریاں، زنا، سود، رشوت، بے حیائی، بے شرمی سب کچھ اختیار کرتے اور خود نصرانی عقیدہ سے مطمئن نہیں ہوتے، سکون کی تلاش میں ملک در ملک پھرتے ہیں اور جو لوگ مذہبی شدت رکھتے ہیں وہ اپنی قوت و طاقت کے ذریعہ یہودیوں کے بہکاوے میں آکر دوسرے انسانوں کو لوٹنا چاہتے ہیں اور انسانوں کا سکون برباد کر رہے ہیں، ملکوں کو آپس میں لڑا کر حکومت کرنا ان کی پالیسی بنی ہوئی ہے، چنانچہ یہ لوگ پوری دنیا میں پھیلنے کے باوجود انسانیت کو صحیح راستہ نہ دے سکے اور توحید کی تعلیم دینے کے بجائے لوگوں کو شرک میں مبتلا کر رہے ہیں، ان کے پاس زندگی گذارنے کا کوئی ضابطہ اور قانون ہی نہیں چنانچہ دنیا میں ہزاروں نصرانی حق کی تلاش میں اسلام قبول کر رہے ہیں اور نصرانیت سے بیزاری ظاہر کر رہے ہیں اور بہت سے لامذہبیت پر زندگی گذار رہے ہیں۔

- گرونانک ہند کی پیداوار ہیں، ان کے ماننے والے سوائے پنجاب کے اور کہیں نہیں، یہ مذہب بھی دنیا میں تو کیا ہندوستان میں ہی نہ پھیل سکا۔

- اگر آپ اسلام کا جائزہ لیں گے تو معلوم ہوگا کہ دنیا میں اسلام حضرت آدم علیہ السلام کے زمانہ میں آیا اور انہوں نے جس عقیدہ کی تعلیم دی اسی عقیدہ کی دعوت ہر زمانہ میں دی جاتی رہی اور پھر مختلف انبیاء کرام علیہم السلام کے ذریعہ دنیا کے مختلف علاقوں میں وقفہ وقفہ سے قُوْلُوْا لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ تُفْلِحُوْا۔ (مان لو اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی معبود نہیں کامیاب ہو جاؤ گے) کی شکل میں اسلام کی دعوت دی جاتی رہی اور ہر زمانہ میں جو لوگ بھی اس کے سایہ میں آتے رہے وہ رحمت الٰہی سے فیضیاب ہوتے رہے، آخر میں حضرت خاتم النبیین سید المرسلین محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم اسی شجر طیبہ کو

مکہ مکرمہ میں لائے، مکہ کے لوگوں نے اسلام کے اس شجر کو کاٹنے اور اس شمع کو بجھانے کی ہر طرح سے کوشش کی مگر یہ ختم نہ ہوسکا بلکہ مزید بڑھتا اور پھیلتا ہی چلا گیا، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں یہ درخت عرب اور اس کے اطراف کے مختلف علاقوں میں پھیل گیا تھا، اور اسی شجر طیبہ کے فیض سے صحابہ کرامؓ جیسے پھل پھول تیار ہوئے جو دنیا کے کونے کونے میں پھیل گئے، اس طرح دنیا کے مختلف ملکوں میں شجر طیبہ کے باغ آباد ہوئے اور ہر علاقہ اور ہر قوم کے لوگوں کو تازہ خوشبودار اور خوشگوار ہوا دیتے ہوئے انہوں نے لوگوں کی جہالت وگمراہی کو دور کیا مگر یہ درخت اپنے اصلی مقام مکہ مکرمہ میں برقرار رہا اور آج پندرہ سو برس سے مسلسل پھیل رہا ہے اور دنیا کے ہر ملک اور ہر خطہ میں اس کے ماننے والے اس درخت سے برابر فیضیاب ہو رہے ہیں، ایسا نہیں ہوا کہ اسکے ماننے والے جب دوسرے علاقوں میں گئے تو اپنی تہذیب وتمدن اور عقائد کو چھوڑ کر دوسروں کے رنگ اختیار کر لئے ہوں، نہیں! بلکہ ہر زمانہ میں اس کے ماننے والوں کی ایک پختہ اور مضبوط شاخ جماعت کی شکل میں رہی جس نے ہر قسم کی خرابیوں اور گندگیوں کو تمام شجر طیبہ کے باغوں سے صاف کیا اور کر رہے ہیں اور کسی قسم کی خرابی اور گندگی پیدا ہونے نہیں دی اور ہر قسم کی تحریف اور زیادتیوں سے بچا کر اس کی اصل شکل کو باقی رکھا اور اس کے اطراف اگنے والے ہر قسم کے زہریلے پودوں، کانٹوں اور گھاس کو اکھاڑ پھینکا، یہی وجہ ہے کہ آج پندرہ سو برس سے تمام دنیا میں اس کی ڈالیاں، پتے، پھل پھول بغیر کسی کیڑ کے اپنی اصلی حالت میں موجود ہیں اور آج بھی اپنی مہک، خوشبو، مٹھاس اسی طرح دے رہے ہیں جیسے ابتدائی زمانہ میں دے رہے تھے اور آج بھی اس کی اصلی مٹھاس خوشبو اور طاقت ویسی ہی برقرار ہے۔

آج دنیا کے انسان سائنس وٹکنالوجی میں ترقی کرنے اور ہر علم میں تحقیقات کرنے کے باوجود جب ان کو اس کی ہوا، سایہ اس کے پھل پھول کی مٹھاس، خوشبو دیکھنے، سونگھنے اور چکھنے کو ملتی ہے تو سارے علوم پر اسی کو ترجیح دیتے ہیں اور اسی سے حقیقی سکون پاتے ہیں اور ان کی جہالت، ان کی گمراہی، ان کے اخلاق رذیلہ سب کچھ یکدم تبدیل ہو جاتے ہیں اور ان میں شر کی جگہ خیر ہی خیر نکلنا شروع ہو جاتا ہے، وہ دنیا میں دوسروں کے لئے مثالی انسان بن جاتے ہیں، اور وہ ظلم وزیادتی اور ناانصافی والی زندگی چھوڑ کر امن وسکون والے انسان بن جاتے ہیں، چنانچہ آج کی سب سے زیادہ پڑھی لکھی اور ترقی یافتہ قوموں اور ملکوں ہی میں اسلام کا یہ درخت اپنے پودوں کے ذریعہ پتے، ڈالیاں، پھل پھول تیزی سے

پھیلاتا جارہا ہے اور بہت سارے پڑھے لکھے غیر مسلم اسلام قبول کررہے ہیں اور وہ اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام سے جو عزت، سکون اور نورانیت پاتے ہیں ان جذبات کا اظہار کرتے اور اپنے چھوڑے ہوئے مذہب کی گمراہی اور ناقابل فہم عقیدوں کو اپنے تاثرات میں بیان کرتے ہیں کہ وہ کیسے گمراہی میں تھے اور کیسے روشنی میں آگئے (جن کا کچھ تذکرہ ہم آگے کے صفحات میں کریں گے) اسلام کی یہ خاص خوبی ہے کہ موجودہ زمانہ میں انسان جیسے جیسے تعلیم حاصل کرکے جہالت چھوڑ رہا ہے اور اس کو دنیا کی زندگی میں بے انتہا مادی اور سائنسی ترقی حاصل ہورہی ہے تو یہ مادی اور سائنسی ترقی اسلام کی راہ میں رکاوٹ نہیں بلکہ ہدایت ہی کا ذریعہ بن رہی ہے اور وہ دوسرے مذاہب کے طور طریقوں اور عقیدوں کی گمراہیوں کو آسانی سے سمجھ رہا ہے کہ وہ عقل اور فطرت کے کتنے خلاف ہیں، چنانچہ اکثر بڑی بڑی ڈگریاں رکھنے والے سائنسدان، ڈاکٹر، انجینئر، فلاسفر، ریسرچ اسکالر اسلام کے اصول اور ضابطوں اور تہذیب وتمدن پر منہ نہیں کھول سکتے اور جیسے جیسے انسان سائنس وٹکنالوجی میں ترقی کرتا جارہا ہے اس کو اسلام کی حقانیت اور سچائی سمجھ میں آرہی ہے اور اگر کوئی فلاسفر اور پڑھا لکھا اسلام پر کچھ تنقید کرے تو اسلام کا چھوٹے سے چھوٹا اسکالر اس کو شاندار جواب دے کر مطمئن کردیتا ہے اور دلیل کے ساتھ سمجھا دیتا ہے، یہ صرف اسلام کی خوبی ہے کسی دوسرے مذہب میں یہ خوبی نہیں، دوسرے مذہب کے لوگ کوئی مدلل جواب نہیں دے سکتے اور نہ اپنے مذہب کا دفاع کرسکتے ہیں۔

اسلام کے سوا دنیا کے دوسرے مذہب میں مرکزیت ہی نہیں

دنیا کے تمام مذاہب میں یہ اسلام ہی کی ایک خاص خصوصیت ہے کہ وہ دنیا کے ہر ملک اور ہر قوم، یعنی کالے گورے، عرب عجم، پڑھے لکھے، ان پڑھ جاہل، ایمان والوں کو اپنی ایک مرکزیت پر جمع کرتا ہے اور ان میں اتحاد واتفاق، مساوات انسانی، چھوٹے بڑے کے فرق کو ختم کرکے محبت اخوت اور بھائی چارگی پیدا کرتا ہے، چنانچہ مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ہر سال بغیر کسی تعصب، نفرت، بغض و عداوت اور لڑائی جھگڑے کے اخوت اور بھائی چارگی کے ساتھ حج کے ایام میں ایک دوسرے سے ملتی اور اپنے ایک ہونے اور اپنے قلبی لگائی اور ہمدردی اور بھائی چارگی کا مظاہرہ کرتی ہے، یہ نظام سوائے اسلام کے کسی دوسرے مذہب میں نہیں، اسی وجہ سے ساری دنیا میں مسلمان بغیر کسی نفرت وتعصب کے

بڑے چھوٹے، کالے گورے، امیر غریب، اپنا اور غیر کا احساس کئے بغیر ایک ہی صف میں ٹھہرتے اور ایک دوسرے کے خیر خواہ ہوتے اور مساوات انسانی اور بھائی چارگی کا ثبوت دیتے ہیں۔

اسلام اپنے مرکزی مقام مکہ مکرمہ میں پوری بہار تازگی، شادابی کے ساتھ آج بھی ہے، دنیا کے کسی دوسرے مذہب کے پیشواؤں کی تاریخ اور مقدس مقامات اور جلوؤں کے وہ نظارے ایک جگہ موجود نہیں جو اسلام اپنے پیغمبروں اور قربانیاں دینے والوں کے مقدس مقامات اور جلوؤں کے وہ نورانی مناظر و ماحول کو خاص طور پر مکہ و مدینہ میں رکھا ہے، مکہ میں پیغمبروں کی نشانیاں خاص طور پر حضرت ابراہیم علیہ السلام اور حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کے اہل وعیال اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی پوری تاریخ کو اور صحابہ کرامؓ کی قربانیوں کو اس مقام سے وابستہ اور پیوست کر کے قرآن مجید کی زندہ اور چلتی پھرتی عملی مثال کو ہر مسلمان کے دل میں ہر سال زندہ کرتا اور انسانوں کو توحید کا سبق دیکر اللہ تعالیٰ سے جوڑتا ہے، شرک وکفر سے بچاتا اور اسلام کی سچائی کا ثبوت دیتا ہے، یہ صرف اسلام ہی کی خصوصیت ہے جو اپنے ماننے والوں میں اس مرکز سے ایمان کی قوت پیدا کرتا ہے۔

مسلمان حج کے ذریعہ ایمان کو تازہ کر کے پوری دنیا میں واپس جا کر اسی شجر طیبہ کی مہک، مٹھاس اور خوشبو کو پھیلاتے ہیں، آپ سوچیں گے کہ اسلام سے زیادہ نصاریٰ کا مذہب دنیا میں پھیل رہا ہے، بیشک ضرور پھیل رہا ہے، نصاریٰ اپنی ڈالیاں، پتے پھل پھول دنیا کے دوسرے ممالک میں پھیلا رہے ہیں مگر وہ خوشبو، مٹھاس کی شکل میں نہیں اور لوگوں کے دلوں کو متاثر کر کے نہیں بلکہ مادی ترغیبات اور خواہشات نفسانی کی چیزوں کو پیش کر کے اور لوگوں کو غفلت میں رکھ کر اسکولس و دواخانوں کا نظام چلا کر، لوگوں کو غیر شعوری طور پر اپنے کلچر وتہذیب کے بے حیائی اور بے شرمی والے طریقے سکھا کر اپنا خصوصی مقصد حاصل کر رہے ہے، آج پوری دنیا میں بے حیائی، بے شرمی، نیم عریانیت، آوارگی، بدکاریاں، ناچ گانے کلب، شراب، جوا، سود اور رشوت سب کچھ انہی کی حرکتوں کا اثر ہے، چنانچہ وہ اپنی عبادت گاہوں اور اپنی انفرادی و اجتماعی محفلوں میں وہ نورانیت اور تقویٰ پیش نہیں کر سکتے جو اسلام کی عبادت گاہوں اور مسلمانوں کی انفرادی و اجتماعی محفلوں میں نظر آتا ہے۔

نصاریٰ اپنے ماننے والوں میں وہ پاکیزگی، وہ طہارت، وہ سکون اور وہ اخلاقِ حسنہ ہرگز پیدا ہی نہیں کر سکتے جو اسلام اپنے ماننے والوں میں یکدم پیدا کر دیتا ہے، اسلام انسانوں کو مادی ترغیبات اور

نفسانی خواہشات کے ذریعہ کبھی مرعوب نہیں کرتا بلکہ نفسانی خواہشات سے کاٹ کر انسانوں کے دل ودماغ کو متاثر کرتا ہے اور یکدم ان کی زندگی میں اخلاقِ حسنہ کا انقلاب برپا کر دیتا ہے، چنانچہ بڑے بڑے دہریئے، مشرک اور کافر انسانوں کو جب اس شجرِ طیبہ سے فیض پہنچا اور وہ جب اس کے سایہ میں پوری طرح آگئے تو وہ یکسر شراب، جوا، زنا، لوٹ مار، قتل وغارت گری، سود ورشوت سب کچھ چھوڑ کر دنیا کے لئے رحمت اور انصاف کے علمبردار بن گئے، آج پوری دنیا میں سوائے اسلام کے کوئی مذہب یہ مثال پیش نہیں کرسکتا۔

پوری دنیا کے مسلمان ایک قبلہ سے جڑے ہوئے ہوتے ہیں

پوری دنیا میں مسلمانوں کا قبلہ ایک ہی ہے چاہے وہ کسی ملک، کسی قوم کے ہوں، کالے گورے، امیر غریب، پڑھے لکھے یا ان پڑھ جاہل کیوں نہ ہوں دنیا کے کسی کونے میں رہتے ہوئے وہ صرف اسی قبلہ سے جڑے ہوئے ہوتے ہیں، ان کی مسجدوں کا رخ بھی اسی قبلہ کی طرف ہوتا ہے اور وہ دن میں پانچ مرتبہ گھر میں ہوں یا مسجد میں ہوں یا میدانوں اور جنگلوں میں ہوں اسی قبلہ کی طرف رخ کرکے نماز ادا کرتے ہیں، ان کے نزدیک قبلہ کا ادب واحترام اتنا زیادہ ہوتا ہے کہ وہ جس رخ پر چہرہ کرکے نماز ادا کرتے ہیں اس طرف نہ پیٹھ اور پیٹ کرکے بول براز کرتے ہیں اور نہ تھوکتے ہیں، پوری دنیا میں مسلمانوں کو دفن کرنے اور سونے کا تعلق بھی اسی قبلہ کے ساتھ ہوتا ہے، اس قسم کی مرکزیت دنیا کے کسی دوسرے مذہب میں نہیں اور نہ وہ اس طرح کی یکجہتی اور اتحاد کو پیش کرسکتے ہیں، وہ جس طرف عبادت کرتے ہیں اسی طرف بول وبراز بھی کرتے ہیں اور تھوکتے ہیں اور اس کا ادب واحترام بھی نہیں کرتے، ان کی عبادت گاہیں مختلف رخ پر ہوتی ہیں۔

پوری دنیا میں مسلمانوں کا عقیدہ، کلمہ اور اطاعت کا طریقہ ایک ہوتا ہے

اس درخت سے فیض یاب ہونے والوں کا پوری دنیا میں عقیدہ بھی ایک ہی ہوتا ہے جبکہ دوسرے مذاہب کے ماننے والوں کے عقائد وعبادات الگ الگ ہوتے ہیں، چنانچہ سارے مسلمانوں کا عقیدہ ایک ہونے کی وجہ سے کلمہ ایک ہوتا ہے اور وہ ایک ہی پیغمبر کے پیروکار ہیں، ان کی کتاب بھی ایک ہے، ان کی نماز، روزہ، زکوۃ اور حج کا طریقہ بھی ایک ہے، پوری دنیا میں ان کے ملنے اور ملاقات کا طریقہ ایک ہے یعنی وہ السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ کے الفاظ کہہ کر ملتے ہیں، ان

کے نکاح کا طریقہ ایک ہے، ان کے غسل اور وضو کا طریقہ بھی ایک ہے، ان کے کفن دفن کا طریقہ ایک ہے، ان کی عبادت کی طرف بلانے یعنی اذان دینے کا طریقہ ایک ہے، وہ ایک ہی وقت سے روزہ شروع کرتے اور ایک ہی وقت پر روزہ کھولتے ہیں اور ایک ہی مہینہ میں روزوں کا اور ایک ہی مہینہ میں حج کا اہتمام کرتے ہیں، اس انداز پر دوسری قومیں یکجہتی اور اتحاد کا ثبوت نہیں دے سکتیں، یہ صرف اسلام کی شان ہے کہ وہ اپنے ماننے والوں کو مختلف طریقوں سے اتحاد و اتفاق اور یکجہتی کی مشق کرواتا ہے اور ایک ہی طرح سے اللہ تعالیٰ کی اطاعت وعبادت کا طریقہ بتلاتا ہے۔ ذرا غور کیجئے کہ کیا کوئی دوسرا مذہب اس طرح کی مثال پیش کرسکتا ہے؟

نماز کا مظاہرہ انسانوں کے لئے متاثر کن نظارہ پیش کرتا ہے

دنیا کے کسی دوسرے مذہب میں اسلام کی نماز ادا کرنے جیسا منظر کوئی پیش نہیں کرسکتا اذان کے فورا بعد نماز کے لئے انکی صفیں بنانے میں بڑی سے بڑی فوج بھی وہ سلیقہ پیش نہیں کرسکتی جسطرح اسلام اپنے ماننے والوں کو بغیر کسی بگل اور بیانڈ باجے کے صفوں میں کھڑا کردیتا ہے اور یک دم خاموشی طاری ہوجاتی ہے اور ایک امام کی اتباع میں صف بہ صف ایک ساتھ ایک ہی رخ پر قیام اور ایک ساتھ رکوع ایک ساتھ سجدہ اور قعدہ کرواکر دوسرے انسانوں کی آنکھوں کو ترسا دینے والا منظر پیش کرتا ہے دنیا کے دوسرے مذاہب میں خدا کی عبادت میں شامل ہونے کے لئے طہارت کی شرط نہیں اور نہ وضو کا ایسا ضروری اور شاندار طریقہ ہے جسے اسلام اپنے ماننے والوں کو دن میں پانچ مرتبہ وضو کرواکر دنیا کی ناپاکیوں اور گندگیوں اور غلاظتوں سے پاک کرتا ہے اور سکون قلب عطا کرتا ہے، دنیا کے دوسرے مذاہب میں خدا کے سامنے ٹھرنے کا اتنا فطری ادب واحترام اور عاجزی وانکساری اور اپنے آپکو حقیر اور معمولی بنالینے کے وہ آداب نہیں جن کو اسلام حالت نماز اور حج میں تذلیل کی انتہا اور محتاجی اور والہانہ محبت کی ایک شاندار شکل میں پیش کرتا ہے۔ دوسری قوموں میں جن کی فطرت صحیح ہو تو اسلام کی عبادت نماز کے طریقۂ کار کو دیکھ کر حسرت اور آرزو میں مبتلا ہوجاتی ہیں، ان کے پاس عبادات کے نام پر شور وغل یا گانے بجانے ہنگامے کے سوا کچھ نہیں اور نہ تذلل وانکساری کی کیفیت ہوتی ہے وہ عبادت کے نام پر ناچتے گاتے تالیاں بجاتے یا گھٹنوں کے بل کھڑے رہتے ہیں ۔ اسلام نے اپنے ماننے

والوں کونماز کے ذریعہ ہر روز اور روزہ وحج کے ذریعہ اللہ کی یاد کو زندہ اور تازہ کرنے اور مساوات انسانی اور تقویٰ وپرہیزگاری کی زبردست ٹریننگ مشق دیتا ہے تا کہ انسان دنیا کی زندگی میں اللہ کی یاد کے ساتھ چھوت چھات، کالا، گورا، امیر غریب بڑا چھوٹا کے تصورات سے دور رہ کر اور اخلاق رذیلہ سے بچ کر اللہ کی عبدیت وبندگی میں زندگی گذارے اور ایک دوسرے سے نفرت نہ کرے، زکوۃ کے ذریعہ انسانوں کے بخل کو دور کر کے خودغرض، بے رحم، بے وفا، زندگی سے بچا کر انسانوں کے ساتھ ہمدردی، محبت، غمگساری، مدد کا زبردست جذبہ پیدا کرتا ہے اور انسان کو پیسے کا بندہ بننے نہیں دیتا، جبکہ دوسرے مذاہب میں یا تو پیسے ہی کی پرستش کی جاتی ہے یا اس کو حاصل کرنے کے لئے دوسروں کی زمین، ملک اور دولت پر قبضہ کر کے قتل وخون، لوٹ مار اور جنگ وفساد کا ماحول پیدا کیا جاتا ہے، جس کی مثال یہ ہے کہ عرب ممالک کے پٹرول پر مغربی ممالک رال ٹپکاتے ہیں اور ان کو اپنے قبضے میں رکھنا چاہتے ہیں۔

اسلام نے طہارت اور پاکیزگی کا وہ نظام دیا ہے جس کی مثال دنیا کے کسی مذہب میں نہیں

اسلام اپنے ماننے والوں کو اندرونی اور بیرونی طہارت اور پاکیزگی کی زبردست طریقہ سے تعلیم دیتا ہے اور پاکیزگی وطہارت کو آدھا ایمان بتلاتا ہے اور مسلمانوں کو اپنی بنیادی ضرورت پیشاب، پاخانے، حیض ونفاس، جنابت سے پاک ہونے اور جسم وکپڑوں کو پاک رکھنے کے پورے آداب بتلا کر انسانوں کو گندگی اور ناپاکی سے پوری طرح محفوظ رکھتا ہے اور دن رات طہارت سے رہنے کا عادی بناتا ہے، اسلام نے انسانوں کی جہاں اندرونی پاکی کا انتظام کیا وہیں بیرونی پاکی کا بھی مکمل انتظام کیا ہے جبکہ دنیا کے کسی دوسرے مذہب میں انسانوں کو اندرونی پاکی تو دور کی بات ہے بیرونی پاکی وطہارت میں بھی بنیادی ضرورت صحیح طریقہ سے پورا کرنے اور گندگی سے بچنے کی تعلیم ہی نہیں، وہ بغیر غسل اور بغیر وضو اور بغیر طہارت کے پیشاب وغیرہ اپنے جسم، کپڑوں کو لگائے پھرتے ہیں اور اپنی مقدس کتابوں کو چھوتے اور عبادت گاہوں میں جاتے اور اسی حالت میں عبادتیں بھی کرتے ہیں، اور بہت سے حالت جنابت ہی میں رہتے ہیں اور غسل کرنا ضروری نہیں سمجھتے۔ بیوی سے ہمبستری کے بعد نوکری، کاروبار، دھندوں میں چلے جاتے ہیں اور مغربی ممالک میں تو بیت الخلاء سے فارغ ہو کر کپڑے یا کاغذ کا

استعمال کر کے گندگی لگائے پھرتے ہیں۔ ذرا غور کیجئے جب انسان اپنی بنیادی ضرورت ہی سے پاک صاف رہنا نہ سیکھے تو اسکے قلب میں پاکی اور طہارت کے کہاں جذبات پیدا ہوں گے؟اور وہ روحانیت کیسے حاصل کرے گا؟ ناپاکی کی حالت میں تو اس پر شیطانی غلبہ زیادہ رہے گا۔

اسلام بغیر غسل اور وضو کے نماز، روزہ اور حج کو ادا کرنے سے قطعی منع کرتا ہےاور عبادات کے ضائع ہونے بلکہ اس سے گناہ کا احساس دلاتا ہے، اسی طرح اسلام نے اپنے ماننے والوں کو پاکیزگی اور طہارت کے لئے ختنہ کا زبردست طریقہ کا ررکھا ہے تاکہ پیشاب کے قطرے اس کے جسم میں جمع نہ رہ جائیں اور میل کی شکل اختیار کر کے وہ ہمبستری کے ذریعہ عورت کے رحم میں نہ چلے جائیں، یہ صرف اسلام ہی کی تعلیمات ہیں، اس کی بھی مثال دنیا کی دوسری قومیں پیش نہیں کرسکتیں، دوسری قوموں کے نزدیک بول و براز سے پاک رہنے کا تصور ہی نہیں۔

اسلام میں پردہ کا نظام بھی دنیا کے دوسرے مذاہب پیش نہیں کرسکتے

اسلام اپنے ماننے والوں کے معاشرہ میں بے حیائی، بے شرمی اور آوارگی اور زنا کے ماحول کو ختم کرنے کے لئے اور عورت کو عزت دینے اور اس کی عفت وعصمت کی حفاظت کے لئے پردہ اور حجاب کا زبردست طریقہ رکھا جس کی مثال دنیا کے کسی دوسرے مذہب میں نہیں ملتی، جو عورتیں اور جو معاشرہ اپنی عورتوں کو جانوروں کی طرح بے حجاب بنا کر ایک دوسرے کے سامنے نکالتا ہے اور ایک مرد چار عورتیں اور چار مرد ایک عورت کے ساتھ دواخانوں، اسکول، دفاتر اور شادی بیاہ میں خلط ملط کر کے رکھتا ہے تو وہ گویا دوسرے انسانوں کو اپنی عورتوں کی آواز، چال ڈھال اور جسم و جوانی کی خوبصورتی، آواز اور ان کی حرکتوں، بات چیت سے مزہ لینے کے موقع فراہم کرتا ہے اور جسم کے دوسرے اعضاء سے زنا کا موقع فراہم کرتا ہے، اسلامی پردہ کے ذریعہ عورت کو راحت، سکون اور چین ملتا ہے اور وہ حجام کا آئینہ بننے سے محفوظ رہتی ہے، اور مسلم معاشرہ آوارگی اور بے حیاء و بے شرم بننے سے محفوظ رہتا ہے، مغربی عورتیں جن کی فطرت نہیں بگڑتی وہ مسلمانوں کے پردہ کے عمل کو دیکھ کر دل ہی دل میں حسرت اور آرزو کرتی ہیں اور اپنی طرز زندگی پر روتی ہیں، ان کو ایسا محسوس ہوتا ہے کہ وہ بے حیائی و بے پردگی کے ساتھ بھوکے بھیڑیوں میں زندگی گذار رہی ہیں اور وہ ان بھوکے بھیڑیوں

میں اپنی عفت وعصمت کو محفوظ نہیں رکھ سکتیں، ان کو کھلے طور پر احساس ہوتا ہے کہ ان کے مذہب کے مقابلہ میں اسلام نے اپنے ماننے والوں کو پردہ اور لباس کے ذریعہ جسم کو ڈھانکنے اور چھپانے کا حکم دے کر عورت کو انتہائی اعلیٰ اور عظیم الشان تہذیب وتمدن دیا اور اس کی عفت وعصمت اور شرم وحیاء کا زبردست سامان پیدا کر دیا اور وہ دنیا ہی میں جنت والی زندگی گذار رہی ہیں۔

اسلام کے تعزیراتی احکام کی مثال کوئی دوسرا مذہب پیش نہیں کرسکتا

دنیا کے کسی مذہب میں انسانی معاشرہ کے سدھار اور ان کے جرائم کو ختم کرنے اور انسانوں کو جرائم پیشہ نہ بننے کے لئے ایسے احکام ہی نہیں جو اسلام نے مقرر کئے ہیں، آج دنیا میں سعودی عرب جیسے ملک میں جہاں اسلامی احکام نافذ ہیں جرائم کی سب سے کم مقدار ہے، اور لوگ کھلے طور پر کوئی جرم نہیں کر سکتے، اسلام کے تعزیراتی احکام پر تعصب اور ہٹ دھرمی سے ہٹ کر اگر غور کیا جائے تو ہر انسان دل سے یہ مانتا ہے کہ واقعی انسانوں کو کنٹرول کرنے کے لئے ایسے ہی احکام ہونے چاہئیں گویا وہ ہر انسان کی فطرت کی آواز ہیں، اور اکثر غیر مسلم یہ کہتے ہیں کہ واقعی اسی طرح کے قانون سے انسانوں کو حفاظت، سکون اور راحت مل سکتی ہے اور وہ بے خوف زندگی گذار سکتے ہیں، معاشرہ سے جرائم ختم ہو سکتے ہیں، جو لوگ اسلام کی دشمنی میں ان احکام کو سخت جہالت اور غیر انسانی کہتے ہیں اگر کوئی ان کی بہن، بیٹی، بیوی کے ساتھ بدفعلی کرے یا ان کے بھائی، بیٹا، باپ، شوہر کو قتل کر ڈالے تو وہ بھی مجرموں کے ساتھ اسی طرح کا فیصلہ سناتے ہیں جو اسلامی قانون کے مطابق ہوتا ہے، آج دنیا میں ہزاروں لوگ شراب، جوا، ریس کی وجہ سے اپنے لوگوں کے اخلاق، دولت کے برباد ہونے اور ان کے گھروں میں ظلم وزیادتی، مار پیٹ، گالی گلوج، بے حیائی وبے شرمی کا سلوک عورتوں سے ہوتا ہوا دیکھ کر دل میں اسلام کے ان احکام کے لئے ترستے ہیں۔

اسلام کا معاشی اور سماجی نظام بھی انسانوں کیلئے ایک رحمت ہے

اسی طرح اسلام کا معاشی وسماجی نظام بھی انسانوں کے لئے ایک بہت بڑی رحمت ہے جس کا دنیا کے دوسرے مذاہب کوئی مقابلہ ہی نہیں کر سکتے، اسلام نے سود کو حرام کر کے صدقہ، خیرات اور زکوٰۃ کے نظام کے ذریعہ پنڈتوں اور پیشواؤں کے پالنے کا نہیں بلکہ غریبوں، بیواؤں، یتیموں، مصیبت زدہ

لوگوں کے پالنے اور مدد کرنے کا نظام دیا ہے اور بے سہارا لوگوں کی کفالت کا زبردست طریقہ رکھا ہے، سود حرام قرار دے کر انسانوں کو تباہ و برباد ہونے سے بچایا اور انسانوں کو خود غرضانہ زندگی سے بچایا، مردوں پر اہل وعیال کی پرورش کی ذمہ داری ڈال کر عورت کو سکون کے ساتھ گھروں کا انتظام کرنے کے قابل بنا دیا اور مردوں پر کمائی، نان ونفقہ اور باہر کی تمام ذمہ داریاں ڈال کر عورت کو ہر قسم کی پریشانی سے بچا کر مہارانی کی طرح آرام سے زندگی گذارنے کے قابل بنا دیا اور عورت کو گھر کی چار دیواری کے اندر شوہر اور بچوں، اہل وعیال کی تمام خدمات پر مرد کے برابر ثواب دینے کا اعلان کر کے باہر کی تمام دوڑ دھوپ سے بچالیا، دوسرے تمام مذاہب عورت اور مرد کے حقوق اور ذمہ داریوں کو نہیں بتلاتے اور نہ عورتوں اور بچوں کی کفالت کی تمام ذمہ داری مردوں پر ڈالتے ہیں اور نہ عورتوں کو باہر کی زندگی سنبھالنے سے روکتے ہیں، اسلام نے عورت کو معاشی ذمہ داری سے بالکل آزاد کر دیا۔

زکوٰۃ کے نظام کے ذریعہ مسلمانوں کو بھیک مانگنے سے بچا کر دولت مندوں کے مال میں غریبوں کا حق بتلا دیا اور دولت مندوں سے دولت لوٹ کر غریبوں میں دینے کو حرام بتلا دیا، عورت اور مرد کو ساتھ ساتھ محنت مزدوری کرنے کو مساوات نہیں کہا اور نہ عورتوں کو مردوں کے ساتھ مل کر کام کرنے کی اجازت دیتا ہے۔

اسلام میں حلال وحرام کی رہنمائی کی مثال بھی دوسرے مذاہب پیش نہیں کر سکتے

اسی طرح اسلام میں حلال وحرام، پاک وناپاک، جائز وناجائز کی صاف صاف کھلی تعلیم کی نظیر بھی دوسرے مذاہب پیش نہیں کر سکتے، دوسرے مذاہب حلال وحرام کی رہنمائی ہی نہیں کرتے، چنانچہ وہ جائز وناجائز طریقوں سے کماتے اور خرچ کرتے ہیں اور سود وتجارت میں فرق ہی نہیں کرتے اور نکاح میں محرم ونامحرم کا فرق ہی نہیں کرتے، مسلمان حرام وحلال کو جان کر ہی اپنے آپ کو تقویٰ اور پرہیزگاری پر ڈال سکتا ہے اور حرام سے بچ کر دنیوی بہت سے نقصانات سے محفوظ رہتا ہے اور اپنے جسم کو اپنی عقل کو اور اپنی روح کو بیمار ہونے سے بچا سکتا ہے، انسان کا پاکیزگی اور طہارت جسمانی وروحانی صحت کا انحصار حرام وحلال، پاک وناپاک اور جائز وناجائز پر منحصر ہے، اگر وہ خدا کو ایک مان کر بھی حرام و حلال کی تمیز نہ رکھے تو اس کی زندگی گندگیوں سے بھر جائے گی، دوسرے مذاہب حرام وحلال کی تعلیم ہی

نہیں دیتے، البتہ تزکیہ نفس یہ صرف اور صرف اسلام ہی کی روح ہے کہ وہ انسانوں کو ہر طریقہ سے حفاظت کرکے اس کی جسمانی و روحانی حالت کو تندرست صحت مند اور نورانی رکھتا ہے، چنانچہ حقیقی ایمان قبول کرنے کے بعد ایمان والوں اور غیر ایمان والوں کے اعمال تو کیا چہروں میں بھی کھلا فرق نظر آتا ہے جس طرح اندھیرے اور اجالے میں فرق ہوتا ہے۔

اسلام اپنے ماننے والوں کی خاص پہچان اور تشخّص رکھتا ہے

نصاریٰ کا کوئی مرکزی مقام نہیں وہ بغیر مرکزیت کے ہر ملک میں الگ الگ انداز میں اپنے پھول، پتوں اور ڈالیوں کو پھیلاتے ہیں اور جیسا دیس ویسا بھیس اختیار کرتے ہیں، چنانچہ وہ اپنے ماننے والوں کو اپنے پرانے مذہب کے نام اور طور طریقوں اور رسم و رواج کو زندہ رکھ کر نصرانی طریقوں پر چلاتے ہیں، بت پرستی کے عادی لوگوں کو بت پرستی سے ہٹا کر بی بی مریم اور حضرت عیسیٰؑ کی مورتیوں کی ڈنڈوت کرواتے ہیں، ہر روز پھول مالا پہنا کر عبادت کراتے اور شرک اور توحید کا ملا جلا معجون مرکب تیار کرتے ہیں، ان کو مالی تعاون اور دنیا کے عیش کی چیزیں دے کر اپنی طرف راغب کرتے ہیں، اسلام کے پاس باقاعدہ ایک مرکزیت ہے، اس کے پاس اپنے ماننے والوں کی باقاعدہ تربیت کا نظام ہے، وہ سب سے پہلے صحیح خیالات، صحیح فکر کے ذریعہ خالص عقیدہ توحید سکھاتا ہے اور شرک وکفر کو ختم کرتا ہے، وہ اپنے ماننے والوں کو شرکیہ عقائد واعمال کے ساتھ چلنے نہیں دیتا، اگر کسی انسان کے پرانے نام سے شرکیہ بو آتی ہے تو اس کو بھی درست کرتا ہے اور دوسری قوموں کی مشابہت اختیار کرنے سے روکتا ہے اور ہر مسلمان کو آپس میں سلام کرنے کا عادی بنیں اور اپنے ماننے والوں کی تربیت کا ایک نظام رکھا ہے تاکہ وہ صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبدیت وغلامی کرنے کے عادی نہیں، بات بات پر سُبْحَانَ اللّٰہِ، اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ، مَاشَآءَ اللّٰہُ، اِنْشَآءَ اللّٰہُ، جَزَاكَ اللّٰہُ، اَللّٰہُ اَکْبَرُ وغیرہ کے کلمات کہنے کا عادی بناتا ہے تاکہ انسان اپنی گفتگو میں ہمیشہ اللہ کی تعریف، بڑائی، حمد، اس کے احسانات وانعامات کا ذکر کرکے بات کریں اور ایمان والے اور غیر ایمان والے کی گفتگو میں فرق ہو اور وہ اللہ تعالیٰ کو بھولنے نہ پائیں، یہ مثال دنیا کا کوئی دوسرا مذہب نہیں پیش کرسکتا، غیر مسلم یہ الفاظ سن کر اس قسم کی گفتگو کے لئے ترس جاتے ہیں، یہ گفتگو کا اعلیٰ معیار ان کو نظر آتا ہے کہ بندہ بات بات پر اپنے مالک کا نام لیکر بات

کررہا ہے اور اپنے مالک کو یاد کررہا ہے، اسی طرح دولت مندوں کو حج کے ایام میں خالص اللہ تعالیٰ کی بندگی وغلامی کی مشق کرواکر اللہ کی محبت بڑھاتا ہے اور اللہ کا رنگ چڑھاتا اور تقویٰ وپرہیزگاری سکھاتا ہے، عام انسانوں کو ہرسال روزے رکھوا کر صرف اللہ تعالیٰ ہی کی عبدیت وبندگی کی مشق کرواتا اور اللہ تعالیٰ سے جوڑے رکھتا ہے، دوسرے مذاہب میں انسانوں کو اللہ تعالیٰ کی عبدیت وبندگی پیدا کرنے کی کوئی تربیت اور مشق ہی نہیں وہ بے مقصد، بے موقع اور بے محل اپنے ذہن ودماغ سے یا اپنے پیشواؤں کے ذہن ودماغ کے بنائے ہوئے بے مقصد رسم ورواج اختیار کرتے ہیں اور اپنے جسم وجان کو مصیبت میں مبتلا کرتے ہیں، بہت سارے کام جوان کی عقل وفہم کے خلاف اور جاہلانہ انداز کے ہوتے ہیں وہ کرنے پر مجبور ہوتے ہیں جس میں ان کا پیسہ، وقت اور جسمانی طاقت سب کچھ برباد ہوتا ہے، ان کا مذہب ان کو دنیا گذارنے اور دنیا کی چیزوں کو استعمال کرنے اور زندگی کے آداب واخلاق کی تربیت ہی نہیں دیتا اور نہ طریقہ وسلیقہ سکھاتا ہے، آج دنیا میں غیر مسلموں کو اسلام کے ماننے والوں کا تشخص اور پہچان برداشت نہیں ہورہی ہے، وہ پوری دنیا میں مسلمانوں کی ایک ہی طرح کی نماز ایک ہی طرح کا روزہ، ایک ہی طرح کا حج، اور ایک ہی طرح کا حجاب ونقاب اور ایک ہی طرح نورانی داڑھی اور نورانی لباس، ایک ہی طرح کی مسجدیں، ایک ہی طرح کی اذان اور ایک ہی طرح کا وضو، ایک ہی طرح کی عیدین یہ سب برداشت نہیں کرپارہے ہیں، اور چاہتے ہیں کہ مسلمان اپنی پہچان کو ختم کرکے ان کے رنگ میں مل جائیں، وہ نام چاہے جیسا بھی رکھ لیں مگر ان کی تہذیب وتمدن، معاشرتی زندگی، ان کا حلیہ، ان کا لباس اور ان کی عورتوں کو غیر مسلموں کی طرح آزادی، نیم عریانیت وغیرہ سب کچھ غیر مسلموں کی طرح ہو اور وہ علحدہ پہچانے نہ جائیں۔

اسلام ہی واحد مذہب ہے جو زندگی کے ہر شعبہ کے حقوق کی تعلیم دیتا ہے

دنیا کے تمام مذاہب میں اسلام ہی وہ واحد مذہب ہے جو انسانوں کو زندگی کے ہر شعبہ کے حقوق وآداب کی تعلیم دیتا ہے، دوسرے مذاہب حقوق کی تعلیم ہی نہیں دیتے، ایک عورت اور ایک مرد شادی کرتے ہیں تو ان کو ایک دوسرے کے حقوق ہی نہیں معلوم ہوتے، وہ ناولیں پڑھ کر یا ٹی وی اور فلمیں دیکھ کر یا اپنے خاندان کے شادی شدہ لوگوں کو دیکھ کر یا اپنے ذہن کے مطابق زندگی گذارتے ہیں، پیسہ کمانے والوں کو پیسہ کمانے اور خرچ کرنے کے آداب ہی نہیں معلوم رہتے، چنانچہ غیر مسلموں

کو نہ اولاد کے حقوق معلوم ہوتے ہیں اور نہ ماں باپ کے حقوق معلوم ہوتے ہیں اور نہ رشتہ داروں اور پڑوسیوں اور دوست احباب کے حقوق معلوم ہوتے ہیں، یہی وجہ ہے کہ امریکہ اور یورپ میں لوگ ماں باپ بوڑھے ہو جائیں تو ان سے الگ زندگی گذارتے اور سال میں ایک مرتبہ اپنے ماں باپ سے ملنے اولڈ ہاوز کا ٹیج آتے ہیں، عورت اور مرد کے بہت سے گرل فرینڈ اور بوائے فرینڈ ہوتے ہیں یہاں تک کہ غیر مسلموں کو کپڑے پہننے کے آداب، کھانے کے آداب، بول و براز کے آداب تک معلوم نہیں ہوتے ہیں، سوائے اسلام کے کسی مذہب میں حقوق اللہ، حقوق العباد اور حقوق النفس کی تعلیم ہی نہیں، اسلام پیدائش سے موت تک رہبری کرتا ہے جس کی مثال کسی دوسرے مذہب میں نہیں۔

اسلام اپنے ماننے والوں کیلئے نمونہ تقلید اور اتباع واطاعت کا ماڈل اور نمونہ رکھا ہے

اسلام اپنے ماننے والوں کو ایمان بالرسالت یعنی رسالت پر ایمان لانے کی تعلیم دے کر اللہ تعالیٰ کی اطاعت وفرمانبرداری کرنے کے لئے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو نمونۂ تقلید اور اتباع واطاعت، بندگی وغلامی کا ماڈل اور نمونہ رکھا ہے جس کی وجہ سے ساری دنیا میں آج پندرہ سو برس سے مسلمانوں کی ۲۴ رگھنٹوں والی زندگی میں اللہ تعالیٰ کی غلامی و بندگی کے طریقے ایک ہی ایک ہیں، ساری دنیا کے مسلمان اللہ تعالیٰ کی عبدیت و بندگی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے طریقہ پر کرتے ہیں، اسلام نے مسلمانوں کو صرف ایک ہی شخصیت کی پیروی اور اتباع کا سختی سے حکم دیا ہے جس کی وجہ سے ساری دنیا میں برسہا برس سے مسلمانوں کے تمام مذہبی اعمال اور زندگی کے اصول اور ضابطے ایک ہی ایک ہیں، پوری دنیا میں اذان ایک، نماز کے ادا کرنے کا طریقہ ایک، حج کا طریقہ ایک، وضو کا طریقہ ایک، غسل کا طریقہ ایک، روزہ کا طریقہ ایک، نکاح طریقہ ایک، جائیداد کی تقسیم کا طریقہ ایک، سونے کا طریقہ ایک، بول و براز یعنی طہارت کا طریقہ ایک، ملاقات کا طریقہ ایک، طلاق کا طریقہ ایک، زکوٰۃ کا طریقہ ایک، عیدین کا طریقہ ایک یہاں تک کہ کفن دفن کا طریقہ ایک، محض رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع اور پیروی کی وجہ سے ہے، دنیا کے کسی دوسرے مذہب میں کوئی شخصیت اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی کے لئے نمونۂ تقلید یا ماڈل اور نمونہ نہیں، عیسائی حضرت عیسیٰؑ کو بہت ماننے کا دعویٰ کرنے کے باوجود حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی اتباع نہیں کرتے، وہ فیشن پرست ہوتے یا اپنے جی کی خواہشات پر شرک کے ساتھ خدا کی عبادت واطاعت کرتے اور ان میں حضرت عیسیٰؑ کی ایک بھی سنت

نظر نہیں آتی، وہ سمندروں کے کنارے ایک دوسرے کے سامنے ننگے پڑے رہتے ہیں، کھیل کے میدانوں میں کثیر لوگوں کے درمیان بیٹھ کر بوسہ بازی کرتے ہیں اور جسم کی نمائش کرتے ہیں اور کتوں کی فکر زیادہ کرتے، ان کو انسانوں سے زیادہ کتوں کی فکر ہوتی ہے، دوسرے مذاہب اپنے پنڈتوں کے بتلائے ہوئے عجیب عجیب اعمال اختیار کرتے ہیں، چنانچہ غیر مسلموں کی آبادیوں میں ہر طبقہ، ہر فرقہ، ہر گاؤں اور شہر میں یا ایک ہی گاؤں اور ایک ہی شہر میں عبادات کے نام پر الگ الگ طریقے انجام دئے جاتے ہیں، یہودی بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا دم بھرتے ہیں مگر وہ پوری طرح ان کی اتباع کرنے کے بجائے شیطان کی نفس کی یا جی کی خواہشات پر زندگی گذارتے ہیں اور ان کی زندگی میں بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام کا کوئی عمل نظر نہیں آتا، الٹا وہ حضرت موسیٰؑ کی تعلیمات کے خلاف چلتے ہیں۔

مذہب کی سچائی کو جانچنے کا تیسرا طریقہ

تمام پیغمبروں پر ایمان لانے کی شرط رکھ کر اسلام نے سچائی کا ثبوت دیا

اسلام کی ہدایت یہ ہے کہ مسلمان قرآن مجید کے ساتھ ساتھ تمام آسمانی کتابوں اور صحیفوں اور پیغمبروں کو سچا مان کر ایمان لائیں اگر وہ کسی ایک کتاب اور کسی ایک صحیفے یا کسی ایک پیغمبر کا بھی انکار کر دیں گے تو مسلمان باقی نہیں رہیں گے جبکہ موجودہ زمانہ کے دوسرے مذاہب میں اس قسم کی کوئی شرط نہیں، اس قسم کی شرط خود اس بات کی دلیل اور سچائی ہے کہ اسلام ہی سچا واحد مذہب ہے اس لئے کہ وہ دوسرے تمام مذاہب جو آسمانی تھے اور ان کے پاس آسمانی علم تھا اور وہ خدائے واحد کی طرف سے نازل ہوئے تھے ان کی اسلام تائید اور حمایت کرتا اور ان کی بگڑی ہوئی تعلیمات کی خرابیوں کو بتلا کر صحیح راستہ کی تعلیم دیتا ہے اگر ہم غور کریں گے تو یہ بات سمجھ میں آسکتی ہے کہ دوسرے تمام پیغمبر جو دعوت لے کر آئے وہ توحید، رسالت اور آخرت کی دعوت تھی اور تمام پیغمبر اللہ تعالیٰ کے نمائندے اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے بھیجے گئے تھے، ایسی صورت میں کسی ایک پیغمبر کا انکار کیا جائے تو حق اور سچائی کا انکار ہوگا اور پیغمبروں کی تعلیمات میں توحید، رسالت اور آخرت کی جو مشترکہ دعوت ہے اس کا بھی انکار ہو جائے گا چنانچہ مسلمان حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ پچھلے تمام پیغمبروں کو مان کر سچائی اور حق کی تائید کر رہے ہیں اور سچائی اور حق کو مان رہے ہیں ان کے نزدیک کسی ایک پیغمبر کا

انکار سچائی اور حق کا انکار ہے اور سچائی اور حق کو نہ ماننا ہے اس لئے کہ تمام پیغمبروں نے اللہ تعالیٰ کی عبدیت و بندگی کی تعلیم دی اور ایک ہی عقیدہ پیش کیا، کوئی نیا دین اور نئی دعوت لیکر نہیں آئے۔

اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ جب تمام پیغمبر سچے اور حق ہیں اور سب پیغمبر اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے نمائندے ہیں تو کسی بھی پیغمبر کو مان کر زندگی گذارنے کی اجازت کیوں نہیں؟ صرف حضرت محمد ﷺ کو مان کر زندگی گذارنے میں کیوں کامیابی ہے؟

حضرت محمد ﷺ کے علاوہ دوسرے تمام نبی اور رسول مختلف قوموں اور مختلف علاقوں میں آئے تھے، حضرت محمد ﷺ کے سواء کوئی بھی نبی اور رسول پوری دنیا کے انسانوں اور ساری قوموں اور قیامت تک کیلئے نہیں آیا، حضرت محمد ﷺ کے سواء کسی کی نبوت قیامت تک کے لئے نہیں تھی، اس لئے حضور اکرم ﷺ سے پہلے جتنے نبی اور رسول آئے وہ سچے اور برحق تھے، انسانوں کو اللہ تعالیٰ کے احکام اور اس کی مرضیات کا علم انہی کے ذریعہ سے حاصل ہوا تھا، تمام انبیاء آسمان نبوت کے ستارے ہیں، سب کے سب ایک ہی زنجیر کی کڑیاں ہیں، حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر حضور اکرم ﷺ تک ہزاروں نبی بھیجے گئے مگر آج دنیا میں صرف چند پیغمبروں کے علاوہ کسی کا نام ونشان تک باقی نہیں، ہمیں یہ قطعی نہیں معلوم ہوسکتا کہ کونسے پیغمبر کس ملک اور کس قوم اور کس وقت آئے؟ ان کی تعلیمات کا کوئی نشان بھی باقی نہیں ہے، ان کی تعلیمات اور وہ دنیا سے گم ہو چکے ہیں اور انبیاء کرام علیہم السلام جن کے نام قرآن مجید میں آئے ہیں ان کے ماننے والوں میں صرف حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی قومیں ہی باقی ہیں، ان میں بھی ان کے اپنے پیغمبروں کی صحیح تعلیمات موجود نہیں، کیونکہ ان کی قوم کے لوگوں نے ان کی تعلیمات کو اتنا بدل ڈالا کہ اس کی اصل شکل وصورت ہی باقی نہیں رہی، ان کی زندگیوں کو کہانیوں اور افسانوں کی شکل میں گھٹا بڑھا کر تبدیل کر دیا اور ان کی تعلیمات میں ایسی ایسی چیزیں ملا دی گئی ہیں جنہیں عقل بھی نہیں مانتی، اگر کوئی ان تعلیمات پر عمل کرے تو اسے نہ کوئی صحیح راہ مل سکتی ہے اور نہ اس سے اس کے اعمال صالحہ بن سکتے ہیں، زندگی کے تمام شعبے اور تمام پہلو تو ایک طرف، دین کے ایک بنیادی ستون توحید کو انہوں نے کیا سے کیا بنا دیا، جبکہ توحید کے بغیر دین کی روح باقی نہیں رہتی، غرض دین کی اصل روح اب انکے پاس باقی نہیں اسلئے یہ کہنا پڑے گا کہ پچھلے انبیاء کی شریعتیں ختم ہو چکی ہیں، ویسے انکی تعلیمات بھی

ہمیشہ ہمیشہ کیلئے نہیں تھیں، کسی نبی نے یہ نہیں کہا تھا کہ وہ ساری دنیا کے لئے پیام لیکر آئے ہیں اوران کی نبوت قیامت تک کیلئے ہے مگر قرآن وحدیث سے ثابت ہے کہ حضور اکرم ﷺ کی نبوت اور تعلیم ساری دنیا اور قیامت تک کیلئے ہے اور آج حضور اکرم ﷺ کے سوا کسی بھی پیغمبر کی تعلیم اور زندگی کے حالات اوران کے ارشادات محفوظ حالت میں نہیں کہ لوگ ان کی زندگی کو سامنے رکھ کر خدا کی عبدیت وبندگی کر سکیں اور ان کی زندگی کو نمونہ تقلید بنا سکیں، اس کے برعکس حضور اکرم ﷺ کی تعلیم اور زندگی کے بارے میں غور کیا جائے تو معلوم ہوگا کہ کسی نبی کی تعلیم اتنی مستند طور پر باقی نہیں رہی جتنی حضور اکرم ﷺ کی باقی ہے، اللہ تعالیٰ نے آپ کے پیغام اور زندگی کے ایک ایک گوشہ کو محفوظ کر رکھا ہے اور قیامت تک حفاظت کرتا رہے گا، حضور اکرم ﷺ کی سیرت اور آپ کے ارشادات اتنے روشن ہیں کہ انہیں پڑھنے سے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ ہم اپنے ہی زمانہ کے کسی موجود شخصیت کے حالات پڑھ رہے ہیں۔

اسی لئے کہنا پڑے گا کہ آج اگر کسی نبی اور رسول کی صحیح اور مکمل پیروی کی جاسکتی ہے تو وہ صرف حضور اکرم ﷺ کی ذات مبارک ہے، آج تک آپ کی تعلیمات میں کوئی ایسی گنجائش نظر نہیں آئی کہ اس میں کچھ اضافہ کیا جائے یا کمی کی جائے، اسی لئے آپ کے سوا کسی کی اتباع نہیں کی جاسکتی، اگر آج حضرت موسیٰ علیہ السلام بھی زندہ ہوتے تو آپ ہی کی اتباع کرتے اور آخر میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام بھی جب آئیں گے تو آپ ہی کی اتباع اور پیروی کریں گے۔

دوسری تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لانے کی شرط رکھ کر اسلام نے سچائی کا ثبوت دیا

اسلام نے جس طرح تمام پیغمبروں کو ماننے کی شرط رکھی اسی طرح تمام آسمانی کتابوں کو مان کر ان پر بھی ایمان لانے کی شرط لازمی رکھی ہے، اس کے بغیر ایک انسان مسلمان نہیں بن سکتا، اسلام کی اس شرط سے بھی اسلام کی سچائی کا ثبوت ملتا ہے، اس قسم کی شرط دوسرے مذاہب میں نہیں ہے حالانکہ تمام کے تمام ایک ہی چشمہ کی نکلی ہوئی نہریں ہیں اور ایک ہی مالے کی کڑیاں ہیں۔

پچھلی آسمانی تمام کتابیں سچی اور برحق تھیں اور اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے نازل کردہ تھیں، البتہ ان کتابوں کو سچا تو مانا جائے گا مگر ان پر عمل نہیں کیا جاسکتا اس کی سب سے اہم بات اور وجہ یہ ہے

کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں منسوخ کردیا ہے اس کے علاوہ جو پچھلی کتابیں اس وقت دنیا میں آسمانی کتابوں کے نام سے موجود ہیں وہ اصلی نہیں ہیں، مثلاً حضرت موسیٰ پر توریت اور حضرت عیسیٰ پر انجیل نازل ہوئی لیکن وہ اصلی حالت میں نہیں ہیں، جن الفاظ میں نازل ہوئی تھیں وہ الفاظ ہی باقی نہیں رہے، صرف ترجمے ہیں، ترجمہ جو مختلف زبانوں میں کیئے گئے ہیں تبدیل شدہ ہیں اور تبدیل ہوتے رہتے ہیں جس کی وجہ سے اصل تعلیمات وہدایات تبدیل ہوکر اصل روح ہی ختم ہوگئی اور صحیح کو غلط اور غلط کو صحیح کردیا گیا، اس لئے اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق اب صرف قرآن مجید ہی پر عمل کرنا ہوگا۔

اگر کوئی انسان میٹرک کا امتحان دینا چاہتا ہے اور وہ دس بیس سال پہلے کے کورس کو جو کینسل (Cancelled) ہوچکا ہے پڑھ کر آج میٹرک کا امتحان دے گا تو ناکام ہوجائے گا، اسے تو صرف وہی کورس پڑھ کر امتحان دینا ہوگا جس کو حکومت نے موجودہ سال میں رکھا ہے، (مثال رہبری کیلئے ہے برابری کیلئے نہیں) پس اسی طرح جو انسان آخرت میں کامیاب ہونا چاہتا ہے اسے بھی موجودہ دور ہی کی جاری کتاب کو ہی جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے قیامت تک کے لئے رکھی گئی ہے پڑھ کر آخرت کی تیاری کرنی ہوگی اور قیامت تک پیدا ہونے والے انسانوں کو اس کے ذریعہ امتحان دینا ہوگا۔

موجودہ زمانہ میں جن کتابوں کو ان کے ماننے والے آسمانی کہتے ہیں ان میں اور قرآن مجید میں فرق یہ ہے کہ ان کتابوں میں اصل روح توحید ہی نہیں اور وہ اپنی اصلی حقیقی شکل میں باقی نہیں، پچھلی آسمانی کتابیں جن جن زبانوں میں نازل ہوئی تھیں وہ زبانیں ہی دنیا سے ختم ہوچکی ہیں اور ان زبانوں کے جاننے والے بھی اب باقی نہیں، ان کتابوں کی اصلی زبانوں کی جگہ صرف ان کے ترجمے بگڑی ہوئی شکل میں تحریف شدہ حالت کے ساتھ دوسری زبانوں میں موجود ہیں مگر ان کی اصلی زبان دنیا سے گم ہوگئی ہے، اس کے برعکس قرآن مجید جس زبان اور جن الفاظ میں نازل ہوا اسی اصلی زبان عربی میں من وعن انہی الفاظ کے ساتھ موجود ہے، قرآن کریم کے بھی ترجمے دوسری زبانوں میں کیئے گئے ہیں لیکن وہ تمام ترجمے اصل زبان عربی کے ساتھ موجود ہیں، قران مجید کی زبان زندہ زبان ہے، قرآن مجید کی زبان جاننے والے دنیا کے کئی ملکوں میں موجود ہیں، عرب علاقوں کی مادری زبان عربی ہے، دنیا کی ہر آبادی میں قرآن کی زبان سیکھی اور سکھائی جاتی ہے، ہر ملک میں قرآن کو سینکڑوں بچے حفظ کرتے ہیں، معانی اور مضامین کی نگہداشت کرنے کے لئے سیکڑوں دینی مدارس علمائے کرام کو تیار

کرتے رہتے ہیں، گویا انگریزی کے بعد دنیا میں دوسری بڑی زبان جو زندہ ہے وہ عربی زبان ہے، مسلمان قرآن مجید اور نماز عربی ہی میں پڑھتے ہیں، جمعہ کا خطبہ عربی میں دیا جاتا ہے، دعائیں عربی میں کی جاتی ہیں، مسلمان دن رات کی مسنون دعائیں عربی میں پڑھتے ہیں، ہر ملک کے مسلمان ایک دوسرے کو سلام عربی میں کرتے ہیں، اٹھتے بیٹھتے، چلتے پھرتے سبحان الله، الحمد لله، انشاء الله، ماشاء الله کے الفاظ سے اللہ تعالیٰ کی تعریف اور بڑائی اور شکر عربی زبان ہی میں کرتے ہیں، نکاح کا خطبہ عربی میں پڑھا جاتا ہے، مسلمانوں کو نماز کے لئے مسجد کو آنے کی دعوت عربی زبان میں دی جاتی ہے، ساری دنیا میں عام انسانوں کو درس قرآن اور درس حدیث عربی الفاظ اور آیات پڑھ کر متن کے ساتھ سمجھایا جاتا ہے، ہر مسلمان قرآن عربی زبان میں پڑھتا اور اس کے معنیٰ ومفہوم اپنی اپنی زبان میں ترجمہ اور تفسیر کے ذریعہ سمجھتا ہے۔

پچھلی آسمانی کتابوں میں سب سے بڑا نقص یہ ہے کہ ان میں اللہ تعالیٰ کا کلام، پیغمبر کا کلام اور پیغمبر کے صحابہ کا کلام، بزرگوں کے واقعات، آیات کی تفسیر اور فقہی مسائل، قوموں کے واقعات سب کچھ ایک ساتھ خلط ملط ہیں، یہاں تک کہ بداخلاقی و بے حیائی کی فحش باتیں بھی شامل کردی گئی ہیں اور اب یہ جاننا بہت مشکل ہے کہ اللہ تعالیٰ کا کلام کونسا ہے؟ نبی اور ان کے اصحاب کا کلام کونسا ہے؟ انسانی کلام اور خدائی کلام کو خلط ملط کر کے مفسرین کی تحریف شدہ باتیں ڈالدی گئی ہیں اور اسے خدا کی کتاب کہا جاتا ہے آخر یہ کیسے آسمانی کتاب کہلائے گی؟

ان کے برعکس قرآن مجید خالص اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، نبی کی تعلیمات اور حدیث کی کتابیں الگ ہیں، صحابہ کرامؓ کے واقعات الگ ہیں، فقہاء کے اقوال الگ ہیں، مفسرین کے خیالات وتحقیقات الگ ہیں، تاریخ اسلام اور قوموں کے واقعات الگ الگ ہیں، کوئی چیز ملی ہوئی نہیں ہے، اس لئے کسی بھی انسان کو پڑھتے ہی یہ بات آسانی سے معلوم ہوجاتی ہے کہ کونسا خدا کا کلام ہے اور کونسا نبی کا کلام ہے اور کونسی مفسرین کی تفسیر ہے، اسلام کی پوری تاریخ پر بھی تاریخ اسلام کی کتابیں علٰحدہ ہیں۔

غرض یہ کہ یہودیوں اور عیسائیوں کے پاس اصل تورات اور انجیل اب موجود نہیں جو حضرت موسیٰ علیہ السلام اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام لائے تھے، چنانچہ ان کتابوں کو پڑھنے سے آسانی سے یہ معلوم ہوجاتا ہے کہ ان میں بہت سی باتیں ایسی ہیں جو خدا کی طرف سے نہیں ہوسکتیں، خدائی کلام اور

انسانی کلام کو ملا کر ایک کر دیا گیا ہے۔

ایسی کوئی تعلیم جو اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور کی بندگی اور پرستش سکھاتی ہو اور کسی مخلوق کو بندگی کی حد سے آگے بڑھا کر خدائی مقام تک لیجاتی ہو وہ ہرگز ہرگز کسی پیغمبر کی دی ہوئی تعلیم نہیں ہوسکتی، جہاں کسی مذہبی کتاب میں یہ چیز نظر آئے سمجھ لو کہ یہ گمراہ کن لوگوں کی تحریفات کا نتیجہ ہے اور یہ خدا کی بات نہیں ہے۔

اس لئے تمام انسانوں کو حکم دیا گیا ہے کہ وہ قرآن پر ایمان لائیں اور تمام کتابوں کو چھوڑ کر صرف قرآن مجید کی پیروی کریں، قرآن مجید کے نازل ہوجانے کے بعد اب کسی دوسری کتاب کی ضرورت بھی نہیں ہے، پچھلی کتابوں پر ایمان صرف تصدیق کی حد تک ہے لیکن قرآن مجید کے ساتھ ساتھ دوسری تمام کتابوں اور صحیفوں پر بھی ایمان لانا لازمی اور ضروری ہے، اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ تمام کتابیں اللہ تعالیٰ ہی کی طرف سے انسانوں کی ہدایت کے لئے نازل کی گئی تھیں اور وہ اسی عقیدہ وفکر کی دعوت دیتی تھیں جس عقیدہ اور فکر کی دعوت قرآن مجید دے رہا ہے، قرآن مجید کسی نئی چیز کی دعوت نہیں دے رہا ہے بلکہ وہی دین جو پچھلی کتابوں میں سمجھایا گیا تھا اسی دین کی دعوت دے رہا ہے اور تمام آسمانی کتابوں کی تصدیق کر رہا ہے، اس لئے قرآن مجید کے ساتھ ساتھ تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لانا ضروری ہے، ایسی صورت میں قرآن مجید کے ماننے والے کسی ایک صحیفے اور کتاب کا انکار کرتے ہیں تو گویا وہ خود بخود قرآن مجید کے ایک حصہ کا انکار کر رہے ہیں اور آسمانی کتابوں کو ماننے والی کوئی قوم اگر قرآن مجید کا انکار کرتی ہے تو اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ خود اپنی کتاب کا انکار کر رہی ہے، کیونکہ قرآن مجید کی دعوت توحید، رسالت اور آخرت اور پچھلی آسمانی کتابوں کی یہ دعوت ایک ہی ہے، قرآن مجید نے جو دوسری تمام آسمانی کتابوں کی تصدیق کرنے اور مسلمانوں کو دوسری تمام آسمانی کتابوں پر ایمان لانے کی شرط رکھی ہے اس سے وہ خود اپنی سچائی کا ثبوت دے رہا ہے، مگر دنیا کی دوسری قومیں اپنی کتاب کو مانتے ہوئے قرآن مجید کا انکار کرتی ہیں اور اس طرح وہ ایک سچائی کا اور خود اپنی کتاب کا انکار کر رہی ہیں۔

چنانچہ آج اسلام کی کتاب، کتاب کی زبان، پیغمبر کی زندگی اور ان کے ارشادات اور اسلام کا مرکز سب کچھ اصلی حالت میں موجود ہے، وہ دنیا کے دوسرے مذاہب کی طرح مٹا مٹایا، بگڑا بگڑایا ہوا نہیں بلکہ جوں کا توں اپنی اصلی حالت میں موجود ہے۔

اب ذرا ان خیالات کو بھی پڑھئے جن کا اظہار اسلام قبول کر لینے کے بعد بعض نومسلموں نے اسلام اور غیر اسلام کے تقابل میں کیا ہے

O ایک عیسائی ڈونالڈ ڈبلیوفلوڈ (یحییٰ) جس نے اسلام قبول کیا وہ عیسائیت کے تعلق سے کہتا ہے کہ اس کو یہ بات حیرت میں مبتلا کرنے والی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی آمد سے قبل خدا ایک تھا اور حضرت عیسیٰؑ نے خدا کے ایک ہونے کی دعوت دی اور کہا کہ: ''اے بنی اسرائیل! ہمارا خدا ایک ہے''۔ (Mark:12-29) مگر حضرت عیسیٰؑ کے بعد عیسائیوں نے وحدانیت کی جگہ تثلیث کا عقیدہ بنا ڈالا جبکہ حضرت عیسیٰؑ سے قبل خدا کسی کا نہ باپ تھا اور نہ کسی کے ساتھ شریک تھا، مگر تثلیث کے عقیدہ میں وہ باپ، بیٹے اور روح القدس کے ساتھ شریک ہو گیا، حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے خود کو خدا کا پیغمبر بتلایا تھا لیکن بعد میں عیسائیوں نے اس بات کی تبلیغ کی کہ حضرت عیسیٰؑ خدا کے بیٹے ہیں یا پھر وہ خود خدا ہیں۔ نعوذ باللہ۔

بائبل میں ایسی بہت سی آیتیں موجود ہیں جو حضرت عیسی علیہ السلام کے خدا ہونے کی تردید کرتی ہیں، مثلاً حضرت عیسیٰؑ نے خود یہ اعلان کیا کہ وہ خود سے معجزات دکھا نہیں سکتے بلکہ خدا کی مرضی اور اجازت سے معجزات دکھا سکتے ہیں، مزید دلچسپ بات تو یہ ہے کہ بائبل کے مطابق حضرت عیسیٰؑ عبادت کرتے تھے، میں نے خود سے یہ سوال کیا کہ بیک وقت (نعوذ باللہ) حضرت عیسیٰؑ خدا بھی ہیں اور خدا کی عبادت بھی کرتے ہیں، کیا خدا خود اپنے آپ کو پوجتا ہے؟

اس کے علاوہ حضرت عیسیٰؑ نے فرمایا کہ ان کی تعلیمات ان کی اپنی ذاتی نہیں بلکہ اس کی ہیں جس نے انہیں دنیا میں بھیجا ہے، منطقی طور پر اگر وہ خود سے نہیں کہتے تو پھر وہ پہلے کے پیغمبروں کی طرح صرف ایک پیغمبر ہیں جن پر خدا کی وحی نازل ہوتی تھی، مزید یہ کہ حضرت عیسیٰؑ اعتراف کرتے ہیں کہ وہ وہی کرتے ہیں جو خدا نے انہیں کرنے کا حکم فرمایا، پھر میرے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا کہ کیسے حضرت عیسیٰؑ بیک وقت خدا کے ذریعہ سیکھتے بھی ہیں اور خدا بھی ہیں؟ مجھے یہ دیکھ کر بھی بڑی حیرانی ہوئی کہ بائبل کی کئی آیات حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا پیغمبر کہتی ہیں جس طرح قرآن انہیں خدا کے دوسرے رسولوں اور پیغمبروں کی طرح بتلاتا ہے۔

اسی طرح میں نے انسانوں کے پیدائشی گنہگار رہونے اور حضرت عیسیٰؑ کے سولی کے ذریعہ نجات حاصل کرنے کے متنازعہ موضوع کی بھی تحقیق کی، معلوم ہوا کہ حضرت عیسیٰؑ سے پہلے تو انسانوں کے پیدائشی گنہگار رہونے کا کوئی تصور ہی نہیں تھا لیکن حضرت عیسیٰؑ کے بعد انسانوں کے پیدائشی گنہگار رہونے کا عقیدہ بن گیا جبکہ حضرت عیسیٰؑ سے پہلے اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی کے ذریعہ نجات حاصل کی جاتی تھی اور حضرت عیسیٰؑ کے بعد ان کے صلیب پر چڑھنے سے نجات حاصل ہونے کا تصور قائم کرلیا گیا جبکہ قرآن مجید تمام انبیاء کی تعلیمات کے مطابق اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی ہی سے نجات ملنے کی تعلیم دیتا ہے۔

ان تمام باتوں سے معلوم ہوتا ہے کہ اصلی بائبل کی باتوں کو تبدیل کردیا گیا ہے اور وحی الٰہی کی باتوں کی جگہ انسانی خیالات اور فکر کو پیش کردیا گیا ہے، تحریف سے پہلے بائبل میں کئی مقامات پر یہ بات صاف صاف بیان کردی گئی تھی کہ ’’اے بنی اسرائیل! میں خدا کا پیغمبر ہوں اور اس بات کی تصدیق کرتا ہوں کہ میرے بعد بھی ایک پیغمبر آنے والا ہے جس کا نام ’’احمد‘‘ ہے

قرآن مجید کا مطالعہ کرنے سے مجھے یہ بات معلوم ہوئی کہ جنت اللہ تعالیٰ کا انعام ہے اور اس انعام کے حقدار وہی لوگ ہوں گے جو کچھ قیمت ادا کئے ہوں گے، مجھے معلوم ہوا کہ وہ قیمت سچا صحابہؓ والا ایمان ہے جس کا ثبوت اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی حضرت محمد ﷺ کے طریقہ میں کرنے سے ملتا ہے۔

اسی طرح اکثر عیسائیوں نے تثلیث کے بارے میں اپنے علماء سے پوچھا لیکن انہوں نے صحیح جواب نہیں دیا، عیسائی علماء لوگوں کو سوالات کرنے سے منع کرتے اور بس جیسے وہ کہیں اسی طرح عمل کرتے رہنے کی تلقین کرتے ہیں، مثلاً ایک عورت نے سوال کیا کہ یہ ایک تین اور تین ایک کیا ہے؟ تو عیسائی عالم نے کہا کہ: اگر تم سوال کروگے تو میں نہیں کہہ سکتا اور اگر سوال نہیں کروگے تو میں کہہ سکتا ہوں، یہ کہہ کر وہ خاموش ہوگیا اور کچھ جواب نہ دیا، گویا اس کا اس طرح خاموش رہنا جواب ہے۔

☆ ایک مسلمان نے ایک عیسائی عالم سے سوال کیا کہ یہ جو حضرت عیسیٰؑ کا خیالی فوٹو بنایا گیا ہے اس میں ان کی داڑھی اور بال مسلمانوں جیسے ہیں، کیا حضرت عیسیٰؑ کی داڑھی جمالی داڑھی تھی؟ اور سر کے بال زلف والے تھے؟ اس پر عیسائی عالم خاموش رہا کچھ جواب نہ دے سکا۔

☆ ایک عیسائی نے کہا کہ مجھے بائبل پڑھتے وقت بہت سارے سوالات دماغ میں جنم لیتے ہیں جب میں ان سوالات کو اپنے عالموں سے پوچھتا ہوں تو وہ منع کرتے ہیں اور جواب نہیں دیتے، اس کا

کہنا ہے کہ ہم عیسائی بھی بت پرستوں کی طرح حضرت عیسیٰؑ کو اٹھتے بیٹھتے او یسوع! او یسوع! پکارتے ہیں اور ان کی اور ان کے والدہ کی تصویر اور مورتیاں بنا کر ان پر پھول مالائیں چڑھاتے ہیں، اور گھٹنوں کے بل جھک کر ان کی عبادت بھی کرتے ہیں، گھر کی دیواروں اور موٹر گاڑیوں پر خدا کے نام کے بجائے حضرت عیسیٰؑ کا نام خدا کی حیثیت سے لکھتے ہیں اور ان کو خدا ماننے کی دعوت دی جاتی ہے، مسیحیت میں حضرت عیسیٰؑ کو خداوند کے نام سے پکارا جاتا ہے اور پھر توحید کا دعویٰ بھی کیا جاتا ہے، یہ عجیب سی بات ہے، ایسا لگتا ہے کہ عیسائیوں کی رسول پرستی ہندوؤں کے عقیدہ اوتار کا چربہ ہے۔

☆ ایک عیسائی جو اپنے مذہب سے بہت اختلاف رکھتا ہے کہتا ہے کہ عیسائی عقیدہ میں حضرت عیسیٰؑ کو خدا کا اکلوتا بیٹا بنا دیا گیا اور یہ عقیدہ دیا گیا کہ خدا نے اپنے اکلوتے بیٹے کو زمین پر اس لئے بھیجا کہ وہ اپنے آپ کو صلیب پر چڑھا کر اپنے خون سے انسان کے گناہوں کا کفارہ ادا کرے، حالانکہ اس کا کوئی ثبوت خود حضرت عیسیٰؑ کے کسی قول سے عیسائی نہیں دے سکتے۔

☆ ایک مرتبہ ایک مسلمان نے اپنے ہندو اور عیسائی دوستوں سے کہا کہ آپ لوگ اپنے اپنے مذہب کا خلاصہ بیان کرو لیکن وہ لوگ خلاصہ بیان کرنے سے مجبور رہے، مسلمان نے کہا اسلام کا خلاصہ یہ ہے کہ پیدا ہونے والے کی عبادت نہیں کی جا سکتی، عبادت واطاعت کرو پیدا کرنے والے کی۔

☆ ایک عیسائی جو اسلام قبول کیا لکھتا ہے کہ چرچ میری دلچسپی کا مرکز نہ تھا شائد اس لئے بھی کہ اس میں جو کچھ اتوار کو بتایا جاتا ہے اس کا باقی ایام یعنی عملی روزمرہ زندگی کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا تھا، اسلام نے مذہب سے متعلق کئی ایک سوالوں کے تسلی وتشفی بخش جواب فراہم کر دئے ہیں جن کا جواب عیسائیت کے بس کی بات نہیں تھی، مثلاً توحید باری تعالیٰ، تثلیث کی بھول بھلیاں جو کبھی اطمینان بخش طریقے سے خود کو مجھ پر واضح نہ کر سکیں، یہ محض الفاظ کا گورکھ دھندہ ہے۔

ایک اور نہایت اہم بات یہ کہ ہر مسلمان بغیر کسی مولوی وغیرہ کے درمیانی سہارے کے اللہ تک رسائی رکھتا ہے اور آخری بات قرآن کریم کا ہر قسم کی تحریف سے محفوظ و پاک ہونا کہ جس طرح یہ صدیوں پہلے حضرت محمد ﷺ کی زبان مبارک سے انسانیت کو موصول ہوا آج بھی اسی خالص حالت میں محفوظ ہے، عربی زبان میں ہے جو کہ اسی طرح زندہ اور مروج ہے، جیسا کہ پیغمبر اسلام ﷺ کے وقت میں تھی، اس کے برعکس حضرت عیسیٰؑ آرامی زبان میں بولتے تھے لیکن بائبل یونانی زبان میں لکھی

گئی، پھر لاطینی زبان اور بعد میں انگریزی، فرانسیسی، اسپینی، جرمن اور دیگر زبانوں میں اس کا ترجمہ ہوا مگر اس کی اپنی زبان محفوظ نہیں ہے جو کہ قرآن کے مقابلہ میں پیش کی جا سکے، دو مختلف زبانیں جاننے والا شخص جس نے کبھی ایک سے دوسری زبان میں ترجمہ کیا ہو، جانتا ہے کہ اس ترجمہ کے دوران میں کچھ نہ کچھ ضرور ترجمہ ہونے سے رہ جاتا ہے، مزید برآں جملوں کے معنوی باریکیاں اور الفاظ کی ضمنی تعبیریں لامحالہ ترجمہ کے دوران میں چھوٹ جاتی ہیں تو پھر یہ کیسے ممکن ہے کہ انگریزی میں ترجمہ شدہ بائبل کے کسی حصہ کا حوالہ دے کر قطعیت کے ساتھ کہا جائے کہ یہ حضرت عیسیٰؑ یا حضرت ابراہیمؑ کے الفاظ یا تعلیمات ہیں؟ اس کے برعکس مسلمان اپنے اللہ کے فرامین تک براہ راست رسائی رکھتے ہیں اور اس طرح خالق کے منشاء کی خالص ترین شکل میں پیروی کر سکتے ہیں۔

☆ ایک فلسطینی نژاد خاتون جو عیسائی تھی ایک آفس میں مینجر کے عہدہ پر فائز تھی اس نے اسلام قبول کیا خدیجہ ایملی اس کا نام تھا وہ ایسے مدارس میں تعلیم پائی جہاں عیسائی راہباؤں کو پڑھایا جاتا تھا، وہ لکھتی ہیں کہ مجھے ہر اتوار کو ماس (عیسائی عبادت) میں شرکت کرنا لازمی تھا، اس کے علاوہ لڑکے اور لڑکیوں کے لئے ہر چہارشنبہ کو ایک خصوصی ماس بھی ہوا کرتا تھا، میں اپنے عقیدہ کے باعث بڑی دلچسپی سے خدا سے قریب ہونے کے لئے ماس میں حصہ لیتی تھی مگر میں مطمئن نہیں ہوتی، میرے عیسائیت سے بے دلی غیر مطمئن ہونے کی ایک وجہ پادری کے ذریعہ عبادت کا طریقہ کار تھا جو مجھے بالکل پسند نہیں تھا اور میں اکثر یہ سوچا کرتی تھی کہ کیوں خدا سے جڑنے کے لئے ایک تیسرے ذریعہ کی ضرورت ہے خصوصاً اس صورت میں جب کہ وہ ذریعہ بھی مجھ جیسا ہی ایک انسان ہی ہے، ہمارے گھر میں ایک مسلم ملازمہ تھی اس کو میں نے نماز پڑھتے ہوئے دیکھ کر پوچھا کہ کیا تم اپنے آپ کو خدا سے قریب محسوس کرتی ہو؟ اس نے جواب دیا: ہاں! اس وقت سے جب بھی اذان ہوتی میں یہ سوچ کر مسلمانوں سے جلن محسوس کرتی کہ مسلمان نماز کے ذریعہ خدا سے قریب ہو گئے ہوں گے، مجھے ایسا لگا کہ اپنے مذہب سے گہرا تعلق قائم کئے بغیر میں خدا سے نزدیک نہیں ہو سکتی، مگر جب جب اپنے مذہب اور اس کی تعلیمات سے قریب ہونے اور سمجھنے کی کوشش کرتی تو مجھے کچھ ایسے سوالات تنگ کیا کرتے جس سے میں عیسائیت پر سے یقین اعتماد ختم کر لیتی، وہ سوالات کچھ اس طرح کے ہوتے تھے:

☆ خدا کون ہے؟ کیا وہ باپ ہے؟ یا بیٹا یا پھر روح القدس؟

☆ خدا ایک ہی ہے اور یہ کہ تثلیث ایک ہی ہے! ہمیشہ ملنے والے اس جواب نے مجھے ہمیشہ (کنفیوز Confives) غیر مطمئن ہی رکھا۔

☆ کیسے خدا کا ایک بیٹا ہوسکتا ہے؟ اسے اپنے آپ کو خدا ثابت کرنے کے لئے ایک بیٹے کی ضرورت کیوں پڑی؟ اور بحیثیت عیسائی خدا سے جڑنے کے لئے مجھے عیسیٰ مسیح کی کیا ضرورت ہے؟ اگر عیسیٰ مسیح پیغمبر تھے تو وہ بھی ایک انسان ہی ہوں گے؟ یہ اور بات ہے کہ اونچا مرتبہ انہیں خدا ہی نے عطا کیا تھا، لیکن اگر وہ بھی خدا ہی تھے تو میں دو خداؤں کی عبادت کیسے کرسکتی ہوں؟

الجھن بھرے اس دور میں میں نے اپنے پیدائشی مذہب یعنی عیسائیت کے ذریعہ خدا سے قربت حاصل کرنے کیلئے زیادہ سے زیادہ مطالعہ شروع کر دیا لیکن صحیح معنوں میں میری پریشانیوں کا آغاز اسی وقت ہوا کیونکہ میں نے اس کی بیشتر تعلیمات خصوصاً بنیادی نظریہ ہی کو غلط محسوس کیا اور مجھے یقین ہونا شروع ہوگیا کہ بائبل خدا کا وہ حقیقی کلام نہیں ہے جیسا کہ اسے اتارا گیا تھا، بائبل میں مجھے ایسے کئی اشارے ملے کہ عیسیٰ مسیح صرف ایک پیغمبر تھے، کیونکہ حضرت عیسیٰؑ خود فرماتے ہیں کہ میں ابن آدم کھوئے ہوؤں کو ڈھونڈنے اور نجات دینے آیا ہوں۔ (متی:۱۱/۱۸)

یہ نہ سمجھو کہ میں توریت یا نبیوں کی کتابوں کو منسوخ کرنے آیا ہوں، منسوخ کرنے نہیں بلکہ پورا کرنے آیا ہوں۔ (متی:۱۷/۵)

جو کوئی میرے نام پر ایسے بچوں میں سے ایک کو قبول کرتا ہے وہ مجھے قبول کرتا ہے اور جو کوئی مجھے قبول کرتا ہے وہ مجھے نہیں بلکہ اسے قبول کرتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے۔ (مرقس:۳۷/۹)

یسوع نے اس سے کہا: تو مجھے کیوں نیک کہتا ہے؟ کوئی نیک نہیں سوائے خدا کے۔ (مرقس:۱۸/۱۰)

کیونکہ میں نے کچھ اپنی طرف سے نہیں کہا بلکہ باپ جس نے مجھے بھیجا ہے اسی نے مجھے حکم دیا ہے کہ کیا کہوں اور کیا بولوں۔ (یوحنا:۴۹/۱۲)

اور ہمیشہ کی زندگی یہ ہے کہ وہ تجھ خدائے واحد اور برحق کو اور یسوع مسیح کو جسے تو نے بھیجا ہے جانیں۔ (یوحنا:۳/۱۷)

بائبل میں ایسی بھی کئی مثالیں ہیں جن سے ظاہر ہوتا ہے کہ عیسیٰ مسیح نے کبھی خدائی دعویٰ نہیں کیا تھا لیکن انہوں نے اس بات کی تصدیق کی تھی کہ وہ ایک انسان ہیں، تب پھر نظریہ تثلیث اور پھر عیسیٰ مسیح

کے خدا ہونے کا باطل عقیدہ کس طرح شروع ہوا؟ ان سوالات نے برسوں مجھے بے چین رکھا۔

دوسری اہم بات جو میری بے چینی کا باعث بنی وہ یہ کہ خدا کو انسانی شکل میں زمین پر آنے کی کیا ضرورت تھی؟

اور اس نے ہمارے گناہ بخشوانے کیلئے اپنے بیٹے کو کیوں مروا ڈالا؟ ہماری زندگی کا آخر مقصد کیا ہے؟

اور ایک شخص (عیسی مسیح) تمام لوگوں کے گناہ اپنے سر لینے میں خدا کی کیا مصلحت ہے؟

اور اگر صلیب پر مسیح کی موت واقع ہوگئی تو کیا خدا کی بھی موت واقع ہوگئی؟ ایسا کیسے ہوسکتا ہے؟ عیسی مسیح کی خدائی ثابت کرنے والے کہتے ہیں کہ وہ کئی معجزے دکھاتے تھے، لیکن دوسرے پیغمبر بھی معجزات دکھاتے تھے؟

اس قسم کے سوالات و جوابات مجھے مطمین کر ہی نہ پائے تھے، برخلاف اس کے میں اپنے اندر کی آواز سے متفق تھی، جو یہ کہتی تھی کہ مکتی کا نظریہ یا عقیدہ تثلیث اس مقصد کے تحت عیسائیت میں شامل کردئے گئے کہ اس نئے مذہب کی پیروی کے لئے لوگوں کو بہ آسانی تیار کیا جاسکے، جس میں خدا کا وجدانی نظریہ عام نہ تھا۔

اسی طرح ایک اور نکتہ جو میرے ذہن میں اٹھا وہ یہ تھا کہ آیا بائبل حقیقتاً کلام الٰہی ہے؟ کیونکہ بائبل کی کئی جلدیں ہیں، اس لئے مجھے اس کی صداقت پر شک ہونے لگا تھا، اگر چہ کہ میں نے اس موضوع پر ریسرچ اسی وقت شروع کردی تھی جب میں نے ایک امریکی واعظ کے ساتھ احمد دیدات کی گفتگو سنی تھی، اس مباحثہ کا نام "Is the Bible the word of God" (کیا بائبل خدا کا کلام ہے؟) تھا۔

اس مباحثہ میں جو نکات احمد دیدات صاحب نے اٹھائے تھے وہ بہت متاثر کئے، دیدات صاحب کے اٹھائے گئے نکات کی بدولت ہی میں نے محسوس کیا کہ کیسے حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا حوالہ دینے والے عبرانی بائبل کی بے شمار آیتوں کو نظر انداز کیا گیا ہے، یہیں سے میرے اسلامی سفر کا آغاز ہوا۔

بین الاقوامی سطح پر اسلام کے خلاف حملوں میں شدت پیدا ہوگئی تھی اور اسی کی بدولت مجھے اسلام کو دریافت کرنے میں مزید مدد ملی اور میں نے پایا کہ اسلام صرف خدائے واحد کی عبادت کی وکالت کرتا ہے، اسی عقیدہ نے عیسائیت کے برخلاف مذہب اسلام کو میرے لئے زیادہ حقیقت پسند بنا دیا۔

☆ ایک مسلمان لڑکی نے اپنی عیسائی سہیلی سے کہا کہ اسلام کہتا ہے کہ حضرت آدم علیہ السلام کو

اللہ تعالیٰ نے بغیر ماں باپ کے پیدا کیا تو اس پر کسی کو الوہیت یاد نہیں آئی مگر جب حضرت عیسی علیہ السلام کو اللہ نے اپنے حکم سے صرف بغیر باپ کے پیدا کیا تو آپ لوگ نعوذ باللہ انہیں خدا کا بیٹا بنا ڈالے؟ کیسی بری بات ہے اور کتنا بڑا بہتان لگاتے ہو؟ تو عیسائی لڑکی نے کہا واقعی ہم نے کبھی یہ سوچا ہی نہ تھا، کس قدر صحیح اور سچی بات ہے، میں مانتی ہوں میں یقین کرتی ہوں یہ بالکل ٹھیک بات ہے۔

☆ ایک عیسائی نے اپنے دوست مسلمان سے کہا کہ بتاؤ انجیل پہلے آئی یا قرآن مجید؟ مسلمان نے کہا کہ انجیل پہلے آئی! تب عیسائی نے کہا کہ اس کا صاف مطلب ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم انجیل کی بہت سی باتوں کی نقل کر کے قرآن مجید پیش کئے ہیں؟ تب مسلمان نے پوچھا اچھا یہ بتاؤ کہ تورات پہلے آئی یا انجیل؟ عیسائی نے کہا تورات! تو مسلمان نے کہا: کیا حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے تورات میں بہت ساری باتیں نقل کر کے انجیل پیش کئے، مسلمان نے کہا ایسا نہیں ویسے انجیل سے پہلے زبور آئی، ان تمام آسمانی کتابوں میں جو بھی پچھلے پیغمبروں کے واقعات اور قوموں کے قصے ہیں وہ ہر زمانہ کے لوگوں کے سدھار اور رہبری کیلئے بتلائے گئے ہیں تا کہ آگے آنے والے انسانوں کی نظر ان پر رہے اور وہ اپنے آپ کو دوسری قوموں جیسی بداعمالیوں اور گمراہیوں سے بچائیں، کسی پیغمبر نے کسی کی نقل نہیں کی، سب کچھ باتیں اللہ کی طرف سے تمام آسمانی کتابوں میں نازل ہوئیں، ویسے تمام کتابوں میں دین ایک ہی ہے الگ الگ نہیں۔

☆ ایک مسلمان نے اپنے ایک عیسائی دوست سے کہا کہ تم بائبل کو مانتے ہو مگر ہندوستان میں رہتے ہوئے طلاق، جائیداد، معاشرتی طریقے کہاں کے مانتے ہو؟ آپ لوگ جس ملک میں رہتے ہیں وہیں کا قانون اپنے ان مسائل میں مانتے ہیں جبکہ تمہارا ایمان بائبل پر ہے، مگر بائبل میں تمہارے لئے ان باتوں کی رہبری نہیں ہے، پھر تم کیسے عیسائی ہو؟ ہم پوری دنیا میں جہاں کہیں رہیں پرسنل لاء قرآن مجید ہی کا اختیار کرتے ہیں، اور دنیا کے ہر کونے میں نکاح، طلاق، جائیداد اور معاشرتی طریقہ اسلام ہی کا اختیار کرتے ہیں، ہمارے پاس پرسنل لا موجود ہے اس لئے ہمیں حکومتی یا دوسری قوموں کے طریقے اختیار کرنے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

☆ ایک امریکی پادری عبدالحق جس نے اسلام قبول کیا، مسلمانوں میں عیسائیت کی تبلیغ ہی کی غرض سے اس کے باپ نے اس کا نام عبدالحق رکھا اور اس کو پادری بنایا، وہ لکھتا ہے کہ میں مسلمانوں کی مجلسوں میں مباحثہ کر کے کامیاب نہ ہوسکا، الٹا شکوک وشبہات لیکر واپس ہوتا، وہ لکھتا ہے کہ

عیسائیت میں خدا مسیح اور مریم جب کسی فیصلہ پر متفق ہوتے ہیں تو کائنات کا کاروبار چلتا ہے ورنہ قانون قدرت کے کام معلق رہتے ہیں، مجھے حیرت تھی کہ ساری دنیا میں مسلمان ایک ہی طرز پر قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں حالانکہ ان کی مادری زبانیں سیکڑوں ہیں لیکن قرآن مجید پڑھنے کا طرز یکساں ہے، بچے ہو یا جوان، عورتیں ہوں یا مرد سب ایک ہی انداز میں اور ایک ہی لہجے سے قرآن مجید کی تلاوت کرتے ہیں، اگر پڑھنے میں کوئی غلطی ہوجاتی ہے تو دوسرا شخص فوراً درست کردیتا ہے، اس کے برخلاف عیسائی اپنی مرضی کے مطابق بائبل پڑھتے ہیں، کوئی شخص یہ نہیں کہہ سکتا کہ بائبل پڑھنے کا اس کا لہجہ درست ہے، ہر عیسائی دوسرے عیسائی کے بائبل پڑھنے کے لہجہ سے غیر مطمئن نظر آتا ہے جبکہ قرآن مجید سن کر ہر شخص جھومنے لگتا ہے اور اس پر روحانی کیفیت طاری ہوتی جاتی ہے، وہ لکھتا ہے کہ جو چیزیں اسلام نے حلال وحرام قرار دی ہیں ان کو ساری دنیا کے مسلمان حلال وحرام مانتے ہیں جبکہ اس طرح کی عالمی یکسانیت دنیا کی دوسری قوموں میں موجود نہیں ہے، اسلام کی سزائیں نہایت سخت ہیں جس کا مقصد دنیا سے جرائم کا خاتمہ کرنا ہے جبکہ عیسائیت میں افراد کو گناہوں سے روکنے کی ترغیب نہیں دی جاتی بلکہ ایک طرح سے عیسائیوں کو آزادی دیدی جاتی ہے کہ وہ جس قدر حرام کام کرنا چاہیں کرسکتے ہیں کیونکہ خدا کے بیٹے مسیح نے ان سے وعدہ کیا ہے کہ موت کے بعد کسی گناہ کے بارے میں ان سے پوچھ گچھ نہ کیجائیگی جبکہ اسلام فرد کو عمل کا ذمہ دار ٹھہراتا ہوا اعلان کرتا ہے کہ ہر فرد کو اپنے اعمال کا خود جوابدہ ہونا پڑے گا، ہر فرد کو آخرت میں وہی گھر ملے گا جسے وہ دنیا سے اپنے ساتھ لیکر جائے گا، اللہ کی دی ہوئی توفیق سے مجھے اسلام ملا اور میں مسلمانوں کو عیسائیت کی تعلیم دینے کے بجائے الٹا عیسائیوں ہی کو اسلام کی تعلیم دینا شروع کردیا۔

☆ **ایک مسلمان کی ایک غیر مسلم سے ملاقات:**۔ٹرین کے سفر کے دوران ایک مسلمان نے اپنی ہی سیٹ پر نماز ادا کی، اتفاق سے ایک پنڈت جی بھی ساتھ میں سفر کررہے تھے، انہوں نے مسلمان کو نماز پڑھنے کے بعد پوچھا: یہ کیا کررہے تھے؟ مسلمان نے جواب دیا میں اپنے مالک اور پروردگار کی عبادت کررہا تھا، پنڈت جی نے کہا آخر آپ لوگ ہی یہ کیوں سمجھتے ہیں کہ آپ ہی اکیلے خدا کو ماننے والے ہیں اور چاہنے والے ہیں، کیا دوسری قومیں نہیں مانتیں؟ آپ لوگوں کو بڑا ناز رہتا ہے؟ مسلمان نے کہا: بیشک ہمیں ناز ہے، پنڈت جی اگر آپ وقت دیں تو میں یہ سمجھادوں کہ ہم لوگ کس طرح اللہ کو

چاہتے ہیں، پنڈت جی نے کہا کہ زیادہ تفصیل سے نہیں بلکہ مختصر الفاظ میں سمجھائیے، مسلمان نے کہا فرض کیجئے کہ دو دوست ہیں ایک کی بیوی سب کچھ اپنے شوہر کو سمجھتی ہے، اسی سے محبت کرتی ہے اور اسی کا گانا اور ترانہ گاتی ہے، اسی کے سامنے اپنی فریادیں کرتی اور ضرورتوں کو رکھتی ہے اور اسی پر اپنی جان نثار کرتی ہے اور دوسرے دوست کی بیوی سب کچھ اپنے شوہر کو نہیں سمجھتی اور صرف اسی اکیلے سے محبت نہیں کرتی بلکہ اس کی محبت کے ساتھ ساتھ اس کے دوستوں کو بھی محبوب رکھتی ہے، ان کا بھی گانا اور ترانہ گاتی ہے اور ان سے بھی اپنی فریادیں اور ضرورتوں کو پورا کرنے کی درخواست کرتی ہے، ان پر جان فدا اور نثار کرتی ہے تو بتلائیے کہ دونوں میں سے کونسا دوست اپنے آپ پر فخر کرے گا؟ یقینی بات ہے پہلا دوست ہی فخر کرے گا کہ میری بیوی وفادار ہے اور صرف مجھے ہی چاہنے والی ہے اور مجھ ہی پر فدا ہونے والی ہے اور مجھے ہی سب کچھ مانتی اور سمجھتی ہے، بالکل یہی حال انسانوں کا ہے، جو انسان صرف خدا کو ہی سب کچھ سمجھتا ہے اور اسی سے محبت کرتا ہے، اسی کی تعریف اور بڑائی بیان کرتا ہے اور اسی کے سامنے اپنی حاجتوں اور ضرورتوں کو رکھتا ہے، وہ فخر کرے گا اور ناز کرے گا، اور جو ہزاروں چوکھٹوں پر سر رکھے گا اس کو نہ ناز کرنے کا حق ہے اور نہ وہ ناز کرسکتا ہے، اس کا سر شرمندگی سے جھک جائے گا، اس لئے کہ اس کی مثال آوارہ اور بدچلن کی ہوگی، پنڈت جی! اگر آپ کا بیٹا آپ کو چھوڑ کر مختلف لوگوں سے اپنی ضرورتوں کی چیزیں مانگتا پھرے تو کیا آپ فخر کریں گے؟ ناز کریں گے؟ اگر آپ کا بیٹا آپ کے علاوہ دوسرے لوگوں کو بھی کہے کہ یہ بھی میرے باپ ہیں اور یہ بھی میرے باپ ہیں تو کیا آپ اس پر ناز کریں گے یا پھر شرمندگی اور بے عزتی محسوس کریں گے، غصہ سے اپنا سر جھکا لیں گے۔

☆ اسی طرح آواگون، بار بار پیدا ہونے کا عقیدہ بھی انسانی سمجھ سے باہر ہے، ایک مسلمان نے ایک غیر مسلم سے سوال کیا کہ آپ کے پاس آواگون کا عقیدہ کیا ہے؟ غیر مسلم نے کہا کہ انسان اپنے گناہ اور پاپ کو دھونے کے لئے بار بار دنیا میں آتا ہے اور جنم پر جنم لیتا ہے، مسلمان نے پوچھا کہ اچھا آپ کی گود میں جو بچہ ہے اگر میں اس کو گنہگار کہوں تو کیا آپ مانیں گے؟ یا دو چار ہزار آدمی مل کر گنہگار کہیں تو کیا آپ مانیں گے؟ اس نے کہا کہ دو چار ہزار تو کیا دو چار لاکھ بھی ملکر کہیں تو میں نہیں مانوں گا، پھر مسلمان نے کہا کہ اب آپ ہی نے خود کہا کہ انسان گناہوں اور پاپ کے سبب بار بار دنیا میں جنم لیتا ہے تو پھر یہ بچہ آپ کے عقیدہ کے مطابق گنہگار ہونا چاہئے۔

☆ انیل راؤ نامی ایک شخص نے اسلام قبول کیا، وہ لکھتا ہے کہ آریہ سماج ہندو دھرم کی بہت نشودھت (اصلاح شدہ) شکل ہے، اس میں ایک نراکار خدا کی عبادت کا دعویٰ کیا جاتا ہے، مورتی پوجا اور پرانی دیومالائی باتوں کا رد کیا گیا ہے، اس مذہب کی اصل کتاب یا گرنتھ ستیارتھ پرکاش ہے جو سوامی دیانند سرسوتی کی تصنیف ہے، اس مذہب کے سوامی ووکانند اسلام مذہب اور اس کی تعلیمات سے بہت زیادہ متاثر ہوئے اور انہوں نے ہندوؤں کو مسلمان بننے سے روکنے کے لئے ہندو مذہب کو عقل کے مطابق بنانے کے لئے آریہ سماج کو مضبوط کیا، ان کا دعویٰ ہے کہ آریہ سماج سو فیصد ویدک دھرم ہے جو ترکوں (دلائل) پر مبنی ہے اور بالکل سائنٹیفک اور لوجک ہے، مگر جب میں نے آریہ سماج کو پڑھا تو میرے دل میں بہت سی باتیں کھٹکتی تھیں جب میں نے سوامی نیتانند جی سے سوالات کیا تو ان کو بہت الجھا ہوا انسان پایا، وہ جھنجھلا جاتے، مجھے محسوس ہوتا کہ وہ خود ہی اپنی بات سے مطمئن نہیں۔

☆ ایک مسلمان اپنے ہندو دوست سے گفتگو کے دوران پوچھا: کیا انسان اپنے گناہ دھونے کے لئے پاپ کو کم کرنے اور مٹانے کے لئے دنیا میں بار بار آتا ہے؟ تو غیر مسلم دوست نے کہا ہاں! بار بار مختلف جانوروں اور درختوں اور چیزوں کی شکل میں جنم لیتا ہے تو مسلمان نے کہا تو پھر ہم مرغی انڈے، دودھ اور جانوروں کا گوشت کھاتے ہیں تو کیا گنہگار اور پاپی انسانوں کے انڈے دودھ اور گوشت کھا رہے ہیں اور یہ جتنی ترکاریاں اور اناج کھا رہے ہیں کیا یہ سب گہنگاروں کا پراڈکٹ اور پڑوڈکشن کھا رہے ہیں اگر ایسا ہے تو ہمیں ایسا نہیں کرنا چاہیے ہم گندگی اور ناپاکی اور غلاظت کھا رہے ہیں غیر مسلم یہ سن کر لاجواب اور خاموش ہو گیا۔

☆ ایک غیر مسلم نے اپنے مسلمان دوست سے کہا کہ اسلام تلوار کے زور سے پھیلا ہے مسلمان نے کہا اچھا یہ بتلاؤ آج مسلم دنیا میں ہزاروں لوگ روزگار کما رہے ہیں کیا وہاں پر انکو مسلمان بنانے کیلئے زور زبردستی یا مجبور کیا جا رہا ہے۔ یا وہ اپنی خوشی سے اسلام قبول کر رہے ہیں اگر اسلام تلوار کے زور پر پھیلا ہوتا تو آج کے مسلم دور میں وہ تلوار اور طاقت یا دولت کیوں استعمال نہیں کر رہے ہیں یہ بات بالکل غلط ہے اسلام تلوار کے زور پر نہیں بلکہ لوگوں کے دلوں کو متاثر کر کے پھیلا ہے اور پھیل رہا ہے آج امریکہ اور فرانس میں دوسرا بڑا مذہب اسلام ہے یورپین ممالک میں تیزی سے انگریز اسلام قبول کر رہے ہیں اور وہاں کی حکومتیں خود اسلام کے اس اثر سے پریشان ہیں۔

اسلام کی جتنی مخالفت ہوگی وہ وہاں پر اتنا ہی تیزی کے ساتھ پھیلے گا اور جہاں مخالفت نہیں ہوگی وہاں منجمد رہے گا

اسلام کو ہر زمانے میں مٹانے کی اور ختم کرنے کی انسانوں نے بھر پور کوشش کی اور کئے جارہے ہیں مگر وہ مٹ نہ سکا، اس کے ماننے والوں کو ہر طرح سے لوٹنے اور تباہ و برباد کرنے کی کوشش ہر زمانے ہر ملک میں کی گئی مگر وہ ناکام رہے، اسکی خاصیت یہ ہے کہ اسکی جتنی زیادہ مخالفت جہاں ہوتی ہے وہیں وہ بہت زیادہ پھیلتا پھولتا ہے اور جہاں اسکی مخالفت نہیں ہوتی وہاں وہ زیادہ نہیں پھیلتا پھولتا۔ چنانچہ تاریخ یہ بتلاتی ہے کے جب بھی اور جس ملک میں بھی اسکو مٹانے اور ختم کرنے اور اس پر سختیاں کرنے کی کوشش کی گئی وہ وہاں اتنا ہی تیزی کے ساتھ پھیلا پھولا اور اس کے ماننے والوں میں تازگی، چستی، ہوشمندی برقرار رہی اور جہاں اسکی مخالفت نہیں ہوئی وہاں وہ منجمد ہو کر رہا۔ چنانچہ آج دنیا کے بہت سارے مسلم علاقے جہاں اسلام کی مخالفت اور اپوزیشن نہیں ہے وہاں پر مسلمانوں میں کوئی جوش جذبہ اور خدا پرستی کا اثر نظر نہیں آتا نہ وہاں وہ خود اسلام پر چلتے اور نہ دوسروں کو اسلام کی طرف دعوت دیتے بلکہ اپنے اپنے مسلکی جھگڑوں اور جماعتی تعصب اور ایک دوسرے کی مخالفت میں اپنی توانائی کھو رہے ہیں، اور جہاں پر اسلام کی مخالفت ہو رہی ہے اور ماحول سازگار نہیں تو اسکے ماننے والوں کا یہ حال ہے کہ لٹ پٹ کر بھی تکالیف و پریشانیاں جھیل کر بھی زمین پر ننگے بھوکے سو کر بھی اس درخت کے سایہ سے نہیں ہٹتے اور اسلام کا صحیح تعارف کروا کر غیر مسلموں کو اسلام کی دعوت دیتے ہیں۔ اور ان میں غیر مسلم تیزی کے ساتھ اسلام قبول کر کے نئی طاقت نئی توانائی نیا خون بنتے اور بن رہے ہیں۔ اسکی مثال بالکل ایسی ہے جیسے درختوں میں نئے پتے ڈالیاں اور پھول آتے ہیں اور جسم میں نیا خون آتا ہے اور پانی میں بہاؤ اور ہلچل ہوتی ہے تو درختوں میں ہمیشہ تازگی' جسم میں صحت مندی اور پانی میں پاکی اور شفافیت رہتی ہے اسکے برعکس درختوں میں نئے پتے' ڈالیاں اور پھول 'پتے نہیں آتے اور جسم میں نیا خون بننا ختم ہو جاتا ہے اور پانی بہنا بند ہو کر ایک جگہ میں ٹھہر جاتا ہے تو درختوں میں ویرانی اور بربادی' جسم میں بوڑھاپا اور کمزوری' اور پانی میں سڑانڈ اور بدبو پیدا ہو جاتی ہے یعنی گڑھے میں ہلچل نہ ہونے کی وجہ سے پانی بدبودار سڑنا شروع ہو جاتا ہے اسی طرح مسلمانوں

کا حال ہے مسلمانوں میں جب تک قرآن اور حدیث کی محنت ہوتی رہے اور مسلمان قرآن سے فیض یاب ہوتے رہیں اور جہاں انکے لئے اسلام کی مخالفت اور اسلام کا اپوزیشن ہو مسلمان اپنے مذہب کے تعلق سے بیدار رہتا ہے۔ اس میں ہلچل اور زندگی رہتی ہے۔ وہ بہتے پانی' دوڑتے خون اور ہرے بھرے ڈالیوں کی طرح تروتازہ رہتے ہیں۔ جہاں اسکو مٹانے اور ختم کرنے کوشش کی جاتی ہے وہاں وہ دوسری قوموں کی جہالت اور گمراہی اور غلط فہمی کو دور کر کے اسلام کا تعارف کرواتے اور اسلام کی دعوت پیش کرتے ہیں یہی وجہ ہے کہ آج مسلم مما لک میں جو غیر مسلم رہتے ہیں وہ مسلمانوں سے اور اسلام سے اتنے متاثر نہیں ہیں جتنے غیر مسلم مما لک میں مسلمانوں سے متاثر اور اسلام کو جاننے اور سمجھنے کی کوشش کررہے ہیں اور آج مسلم مما لک کے مقابلے غیر مسلم مما لک میں اسلام جتنا تیزی سے پھیل رہا ہے اسکا اندازہ اس تفصیل سے لگایئے۔

اس وقت یورپین اور مغربی مما لک میں اسلام کے خلاف مختلف قسم کے پروگرام بنا کر اسکی مخالفت کی جارہی ہے۔ اور ٹی وی چینلس اور مذہبی اداروں اور پیشواؤں کی طرف سے مسلمانوں اور اسلام کے خلاف نفرت' بغض اور دشمنی پیدا کرائی جارہی ہے۔ اور مخالفت کی ایک خاص لہر چلا کر اسلام سے لوگوں کو دور رکھنے کی کوشش کی جارہی ہے' کہیں پر پیغمبر اسلام پر اہانت آمیز خیالی کارٹون' خاکوں کے ذریعہ مذاق اڑیا جارہا ہے اور کہیں پر حجاب اور نقاب کو چھوڑنے پر مسلمانوں کو مجبور کیا جارہا ہے چنانچہ مغربی مما لک کی عدالتوں اور پارلیمنٹوں میں بحثیں کی جارہی ہیں اور حجاب نقاب اور داڑھی کے مسئلے پر مسلمانوں کو ملازمتوں سے ہاتھ دھونا پڑرہا ہے۔ ایرپورٹس پر مذہبی مسلمانوں کو شک کی نگاہوں سے دیکھا جارہا ہے اور بے عزتی بھی کی جارہی ہے۔

انٹرنیٹ کے مختلف ویب سائٹس اور اخبارات پر اسلام کے خلاف باقاعدہ پروپگینڈہ اور مخالفت کر کے مسلمانوں کو اخبارات اور میگزین کے ذریعہ دہشت گرد' ظالم' قتل وخون غارت گری کرنے اور عورتوں پر مظالم ڈھانے والے بتلا کر عام انسانوں کے ذہنوں میں اسلام اور مسلمانوں کے خلاف زہر بھرا جارہا ہے اور مسلم مما لک میں اسلام پسند مسلمانوں کو بنیاد پرست اور جہادی بتلا کر ان کے لئے وہاں کی زمین تنگ کی جارہی ہے۔ اور کئی مغربی مما لک میں مسلمانوں کی دولت کو بنکوں میں منجمد کردیا گیا اور مسلم مما لک میں دینی مدارس کو دہشت گردی کا الزام لگا کر شک کی نگاہوں سے

دیکھا جا رہا ہے اور یہ مطالبہ کیا جا رہا ہے کہ مغربی ممالک کے تیار کردہ دینی نصاب پڑھائے جائیں۔ دہریئے قسم کے نام کے مسلمانوں کی ہمت افزائی کر کے ان کو اسلام کی مخالفت کرنے پر ابھارا جا رہا ہے اور ان سے غلط مضامین اور تنقیدیں لکھوا کر انکی مدد و حفاظت کی جا رہی ہے انکے ذریعہ اسلامی احکام کو بدلنے، دقیانوسی ہونے کا پروپگنڈہ کیا جا رہا ہے، قرآن مجید میں سے یہود و نصاریٰ سے تعلق رکھنے والی تمام آیات نکالنے کی بات کہی جا رہی ہے، حد یہ ہے کہ قرآن کو مٹانے کے لئے ایک من گھڑت کتاب فرقان الحق کے نام سے شائع کی گئی ہے تا کہ لوگ قرآن کو چھوڑ دیں اور اپنے عمل کیلئے اس کو اختیار کریں اور نام نہاد مسلمانوں کو استعمال کر کے غلط اور گمراہ کن ترجمے شائع کئے جا رہے ہیں، عورت کی امامت میں مردوں کو نماز ادا کرنے کا طریقہ سکھایا جا رہا ہے، غرض یہ کہ قرآن مجید کو بدلنے اور اسکی غلط ترجمانی کرنے کی کوششیں برابر جاری ہیں۔

ہالینڈ میں مسلمانوں کو یہ کہہ کر مجبور کیا گیا قرآن کے بیشتر مضامین ہالینڈ معاشرہ کے لئے خطرناک ہو سکتے ہیں اس لئے مسلمان اس ملک میں رہنا چاہتے ہوں تو نصف قرآن سے دستبرداری اختیار کر لیں۔ ہالینڈ ہی میں حضورؐ کی شان میں گستاخی کرنے والے فلمساز کے قتل کے بعد پردہ دار مسلم خواتین کے ساتھ نازیبا سلوک کیا گیا اور انکی مسجدوں اور مدرسوں کو جلانے کی کوشش کی گئی اور مسلم مخالفت کی لہر اس قدر شدت اختیار کر گئی کہ انکے ظلم کی تاب نہ لا کر مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ہالینڈ سے ہجرت کر گئی ہالینڈ کے فریڈم پارٹی کے قائد اور رکن پارلیمنٹ نے اسلام اور مسلمانوں کے تعلق سے اپنے بغض و عناد کا اظہار کرتے ہوئے حکومت سے مطالبہ کیا کہ ہالینڈ میں مسلم امیگریشن اور نئی مساجد کی تعمیر پر امتناع عائد کیا جائے انہوں نے یہ بھی کہا کہ یورپ میں اسلام سونامی طوفان کی طرح بڑھ رہا ہے اسی طرح یوروپین لیڈرس اس بات پر زور دے رہے ہیں کہ ایک ایسا قانون بنایا جائے جس میں اگر کوئی یورپین عورت اسلام قبول کرے تو وہ بیرونی ممالک کے مرد سے شادی نہ کرے، بلکہ یوروپین مرد ہی سے شادی کرے، اور مسلمان عورتیں، لڑکیاں بغیر حجاب اور نقاب کے اسکول، دفاتر اور بازاروں میں نکلیں، وہ اپنی خاص پہچان کا حلیہ اور تشخص برقرار نہ رکھیں اور وہاں کی قوموں میں گھل مل جائیں۔ ہالینڈ ہی میں ایک ماڈل گرل کے برہنہ جسم پر قرآنی آیات لکھی گئی اور اسے آرٹ کا ایک شاہکار کہا گیا اور اسکی فلم بندی بھی کی گئی۔ کہیں پر قرآنی نسخوں کی بے حرمتی کی گئی، گوانتانامو جیل میں

گندی اور ناپاک جگہوں میں پھینکا گیا۔ مسلم ممالک کے دینی مدارس میں دینی تعلیم حاصل کرنے والے بیرونی نوجوانوں کو دہشت گردی کا الزام لگا کر ویزا منسوخ کر کے نکال دیا گیا، دینی مدارس کیلئے چندہ وصول کرنے پر پابندیاں لگائی اور چندہ وصول کرنے والوں کو پکڑ لیا گیا۔

فرانس میں مسلمان ایک سو پچاس سال سے زیادہ عرصہ سے آباد ہیں مگر حکومت میں ان کی کوی نمائندگی کی اجازت نہیں، انہیں باقاعدہ شہریت نہیں دی گئی، پچاس پچاس، ساٹھ ساٹھ سال سے وہ آباد ہیں مگر شہریت سے محروم ہیں، دس دس سال کے پرمٹ دئے جاتے ہیں کاغذ پر تو وہ فرانسیسی ہیں مگر فرانسیسیوں کی طرح بنیادی حقوق سے محروم ہیں، چنانچہ فرانس میں مسلم تارکان وطن کی نئی نسل کو اب مذہب، رنگ ونسل کی بنیاد پر انتہائی مشکل ترین حالات سے گذرنا پڑ رہا ہے اور ان کو انتہائی سخت معاشی، سیاسی، سماجی تعصب اور نسل پرستی کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے، ان کو اسکول کھولنے کی اجازت نہیں اور ان کی ترقی وروزگار کے دروازے بند ہیں، ان کو عرب کہہ کر روزگار سے دور رکھا جاتا ہے، بڑے بڑے اداروں، ہوٹلوں اور کلبوں میں ان کا داخلہ بند ہے۔ فی الوقت یورپ کے تمام علاقوں کے مقابلہ میں سب سے زیادہ مسلمان فرانس میں موجود ہیں جہاں چار ہزار مساجد ہیں۔

اس وقت اسلام کی کھلے طور پر مخالفت اور مسلمانوں کو قابو میں رکھنے کے لئے امریکن لابی بہت آگے آگے ہے مگر سب سے زیادہ اسلام وہیں پر پھیل رہا ہے اور وہ اس وقت امریکہ کا دوسرا بڑا مذہب بن چکا ہے اور یہودی تیسرے نمبر پر ہیں۔ امریکہ کے سیاہ فام لوگوں میں اسلام کی مقبولیت بہت زیادہ ہے اور ان سیاہ فام نومسلموں کی تعداد دوملین ہے، کاونسل آف امریکن اسلام ریلیشن (CAIR) کے مطابق ہر سال بیس ہزار افراد امریکہ میں اسلام قبول کر رہے ہیں۔

اس کے ساتھ ساتھ برطانیہ بھی اسلامی دشمنی میں شریک ہے اور وہاں بھی اسلام اپنا اثر تیزی سے دکھا رہا ہے اور نمایاں مذہب بنتا جا رہا ہے، مساجد کی تعداد بڑھ رہی ہے، اس وقت چار مسلمان اراکین پارلیمنٹ ہیں، ہر الیکشن میں ان کی تعداد بڑھتی جا رہی ہے۔

ڈنمارک میں جہاں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف اہانت آمیز خاکے شائع کئے گئے تھے وہاں آج سب سے زیادہ فروخت ہونے والی کتاب قرآن مجید ہے، لوگ اسلام کو سمجھنے کی کوشش کر رہے ہیں۔

فلپائن میں ہر سال چھ ہزار افراد اسلام قبول کر رہے ہیں، جتنی زیادہ میڈیا سے اسلام کے خلاف پروپگنڈہ کیا جا رہا ہے اتنا ہی انگریزوں میں اسلام سے دلچسپی بڑھتی جا رہی ہے اور وہ اسلام کی حقیقت کو جاننے کے لئے قرآن کو پڑھ رہے ہیں اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی اور صحابہ کرام کی زندگی سے واقف ہو رہے ہیں۔

جرمنی اور آسٹریلیا میں بھی بہت سے لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں، جرمنی میں اوسطاً ہر ہفتہ بیس لوگ اسلام قبول کر رہے ہیں۔

اسرائیل جیسے ملک میں ۲۰۰۶ء میں ستر یہودیوں نے اسلام قبول کیا، اسلام کی بڑھتی ہوئی مقبولیت مغرب کی پریشانی کا سبب بن گئی ہے۔

غرض یہ کہ تاریخ بھی یہ بتلاتی ہے کہ اسلام کو جب بھی جہاں بھی مٹانے کی کوشش کی گئی، کمزور کرنے کی کوشش کی گئی، طاقت سے دبانے کی کوشش کی گئی وہ اتنا ہی وہاں پھیل کر رہا۔ تاتاریوں نے مسلم دنیا میں قتل عام کر کے مسلمانوں کو اور ان کے لٹریچر کو تباہ و برباد کیا مگر پھر وہی اسلام کے پاسباں بن گئے۔

اللہ نے اسلام میں یہ طاقت رکھی ہے کہ اس کی جس قدر مخالفت کی جاتی ہے وہ اتنی ہی تیزی سے پھیلتا ہے اور لوگ اس سے متاثر ہوتے ہیں جس کا اظہار ایک شاعر نے یوں کیا ہے ۔

اسلام کی فطرت میں قدرت نے لچک دی ہے　　اتنا ہی یہ ابھرے گا جتنا کہ دباؤ گے

موجودہ زمانے میں مسلمانوں کی اسپرٹ وہ نہیں ہے جو صحابہ کی تھی اگر مسلمان صحابہ جیسی قربانیاں دے کر ان کی جیسی زندگی اختیار کرلیں اور قرآن کی چلتی پھرتی مثالیں بن جائیں تو پھر اسلام غیر مسلموں کے لئے انتہائی مطلوب ہو جائے گا اور وہ اسلام قبول کئے بغیر رہ نہیں سکیں گے۔

> اگر آپ اپنے بچوں کو بچپن ہی سے حقیقی ایمان والا بنانا چاہتے ہوں تو ان کو مولانا مفتی محمد مصطفیٰ مفتاحی اور عبداللہ صدیقی کی تیار کی گئی کتاب تعلیم الایمان کے مختلف حصے پڑھائیے۔ یاد رکھئے کہ مسائل اور اعمال کی تعلیم دینے سے ایمان پیدا نہیں ہوتا، ایمان کو پیدا کرنے کیلئے باقاعدہ ایمانیات کی تعلیم دی جائے اور ایمانیات کے پیدا ہونے کیلئے اللہ تعالی کی پہچان کرائی جائے، اللہ تعالیٰ کے تعارف اور پہچان کے بغیر ایمان صحیح نہیں ہوسکتا، صرف ایمان کے کلمہ کو بغیر سمجھے رٹ لینے سے اور وضو، غسل، نماز، روزہ کے مسائل یاد کر لینے سے ایمان پیدا نہیں ہوتا، اپنی نسل میں اسلام کو زندہ اور باقی رکھنا ہو تو اپنے بچوں کو باقاعدہ ایمان کی تعلیم دلائیے۔